در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام وسنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث الیڈی علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سید حسن محدث رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر | پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۸۷/۸۸
جلد نمبر ۷

یکم تا ۲۶ جون سنہ ۱۹۹۶ء
۱۴ تا ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۴۱۷ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

شاہ محمدؐ غوث اکیڈمی کی مطبوعات

• انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم	ہدیہ	روپے ۲۰۰/-
• شرح غوثیہ بخاری شریف پ ۱	"	۱۳۰/- "
• پاک نبی کی پاک زندگی (سالانہ)	"	۱۲۰/- "
• صلوٰۃ غوثیہ	"	فی سبیل اللہ
• خوارق العادات	"	۲۵/- روپے
• تفضیل تقبیل الابہامین (انگوٹھے چومنے کا مسئلہ)	"	۱۱/- "
• اثبات ختم آیت کریمہ لا الٰہ الا انت الخ		
• مقالہ شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ		۱۸۰/- "
• کرامات اولیاء		۱۱/- "

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۳
۲	نعت شریف	فیض لودھیانوی مرحوم	۵
۳	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۶
۴	تجلیاتِ غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۰
۵	غزل	سید نصیر الدین شاہ صاحب گیلانی	۱۵
۶	حضرت شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	سید لیاقت علی شاہ گیلانی	۱۷
۷	اسلامی کتب کے مطالعہ سے انحراف کیوں؟	پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمٰن ثاقب	۲۶
۸	قرآن میں نباتات و فواکہہ	صوفی مشتاق احمد ایم اے	۳۸
۹	جذام	ڈاکٹر محمد انعام قادری	۴۴
۱۰	قرآنی آیت (جدید طب کے تناظر میں)	ڈاکٹر نثار محمد ناصر	۴۷
۱۱	استفتاء مع الجواب	مفتی خلیل الرحمٰن نقشبندی	۵۴
۱۲	جوامع الکلم	پروفیسر فیاض احمد خان کاوش	۶۳
۱۳	معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	بشکریہ مشرق پشاور	۶۴

حضرت شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت مُبلّغِ اسلام

مدیرِ اعلیٰ

برِصغیر میں زُہد و ریاضت اور عبادتِ الٰہی میں یگانہ روزگار اولیائے کرام گزرے ہیں جنہوں نے دینِ اسلام، تہذیب، اخلاق اور اصلاحِ نفوس کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ آج جو ہم اسلام کی عظمت محبّتِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور اخلاقِ حسنہ کے شاہکار دیکھ رہے ہیں یہ سب ان ہی اولیاء اللہ کی برکات اور کرامات کا نتیجہ ہیں۔ جتنی خدمت اسلام کی سربلندی نفاذ شریعتِ اسلامیہ، حفاظتِ ناموسِ رسالت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مدافعتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اہلِ بیتِ عظّام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور خصوصاً امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ اقدس کی حفاظت کے لئے ان بوریہ نشین اولیاء اللہ نے اپنی مقدس خانقاہوں میں بیٹھ کر کی وہ کسی صاحبِ منصب و جاہ اور نہ ہی کسی بڑے سرمایہ دار کو نصیب ہوئی۔

برصغیر کے ان ہی عظیم المرتبت بزرگانِ کرام میں ایک عظیم شخصیت عارف باللہ واقفِ اسرار حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکات ہے جنہوں نے اپنے دور میں اپنی توجہاتِ کاملہ نظرِ عارفانہ اور اخلاقِ حسنہ کی بدولت تبلیغ دینِ متین، عشقِ مصطفیٰ، محبتِ اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہ

کو نہایت ہی کوشش و سعی اور محنت کے ساتھ سرانجام دیا آپ رحمۃ اللہ علیہ ان اولیاء کرام کے طبقے سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے علم ظاہری کے حصول کے بعد صرف اور صرف توجہاتِ باطنی اور روحانی کمالات سے مخلوقِ خدا کی اصلاح کی

حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور میں قیام فرما کر انہی توجہات کے ذریعے برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں یادِ الٰہی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبتِ اہل بیت و صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا درس دیا بڑے بڑے اکابر علماء جو کہ صاحبِ تصانیف گذرے ہیں وہ کام سرانجام نہیں دے سکے جو اس بزرگانہ صفت و درویش نے اپنی باطنی اور روحانی کمالات کے ساتھ تبلیغِ اسلام کے لئے دور دراز ممالک میں صحراؤں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر اسلام کی عظمت اور روحانی سلوک و معرفت کی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے نیز سلسلۂ عالیہ غوثِ الصمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہوتے ہوئے ان ہی کے طریقہ تبلیغ و اشاعت کو اپنا کر سلسلۂ روحانی کو پھیلایا اور اپنے ان فرائضِ منصبی کو پورا کیا۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ پشاور و پنجاب سے لے کر کشمیر کی وادیوں تک آپ کی تبلیغ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد آپ کی بزرگانہ روش کو قائم رکھتے ہوئے تبلیغ اسلام اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ جلائے ہوئے ہے۔ باوجود اس کے پشاور شہر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد صاحب جاہ و منصب ہونے کے قابل احترام اور بزرگانہ نظر سے دیکھی جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بھی وجہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی اپنے بزرگوں کی انہی پاکیزہ روش یعنی اخلاقِ حسنہ کے ساتھ دینِ اسلام کی سربلندی اور تبلیغ بر

رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور)

اے رسولِ ہاشمی اے نازشِ کون و مکاں
تیرا اسم روح پرور ہے سرورِ جاوداں

کیا بیاں ہو تیری عظمت وائے عاجز ہے قلم
کیا عیاں ہو تیری رفعت ہائے قاصر ہے زباں

نیک سیرت خوب صورت خوش عمل صادق امیں
رحمدل ہمدرد مخلص عدل گستر مہرباں

دین کی تبلیغ میں تو رات دن کوشاں رہا
حق پرستی کے عوض جھیلیں ہزاروں سختیاں

آگئی آخر خدا کے فضل سے فصلِ بہار
گلشنِ ہستی سے رخصت ہو گیا دورِ خزاں

تو نے پستی کے مکینوں کو بلندی کی عطا
تو نے صدیوں کے غلاموں کو بنایا حکمراں

تشنہ کامانِ صداقت کو صلائے عام ہے
اب بھی دنیا میں ہے تیرے فیض کا دریا رواں

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ولی کل مؤمن من بعدی

ان احادیث میں حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا ذکر ہے "کہ میرے ہر ایک مومن کا ولی علی ہے"۔

حدیث ۱/۸۹ حدثنا احمد بن شعیب قال اخبرنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا جعفر یعنی ابن سلیمان عن یزید الرشک عن مطرف بن عبد اللہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا واستعمل علیہم علی ابن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنشکوا علیہ وکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدءوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت السریۃ فسلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر ان علی ابن ابی طالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ الثَّانِي فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا فَاَقْبَلَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهٖ فَقَالَ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ اَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِيْ۔

ترجمہ: عمران بن حصین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور (جناب) علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان پر حاکم مقرر فرمایا پس لڑائی اختتام کو پہنچائی۔ پس (جناب) علی المرتضیٰ نے ایک کنیز کو لے لیا۔ پس آپ پر عیب جوئی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ میں سے چار صحابہ نے آپس میں یہ عہد کیا کہ جب ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو جناب علی المرتضیٰ کی) شکایت کریں گے۔ اور مسلمانوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ مبارکہ میں حاضر ہوتے سلام عرض کرتے پھر اپنے گھروں کو جاتے۔ پس جب یہ دستہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلام کو حاضر ہُوا۔ پس ان چار میں سے ایک کھڑا ہُوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ علی ابن ابی طالب نے یہ کیا، یہ کیا، تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے مُنہ مبارک پھیر لیا۔ پھر دُوسرا کھڑا ہُوا اور اس نے بھی یہی بات کہی۔ پھر تیسرا کھڑا ہُوا اور اس نے بھی اس کی بات کی طرح بات کہی۔ پھر چوتھا کھڑا ہُوا۔ سو اس نے بھی ان کی مانند بات کہی تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی طرف رُخِ انور موڑا۔ درآنحالیکہ آنحضور صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور سے غصّہ ظاہر ہو رہا تھا۔ پھر ارشاد فرمایا تمہیں (جناب) علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق کون سی بات نے برانگیختہ کر رکھا ہے۔ یقیناً علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے (وصال) کے بعد (بھی) وہ ہر ایک مومن کا ولی ہے۔

حلِ لغت مضیٰ۔ یمضی ویمضو مضاء ومضواً علی الامر۔ مداومت کرنا۔ جاری اور پورا کرنا۔ اَنکَرَ عَلَیہِ فعلہ۔ عیب لگانا اور منع کرنا۔ بَدَأُوْ: شروع کرتے۔ بَدْءً او ابتداء وبتداء۔ شروع کرنا۔ پہلے کرنا۔ اراد: ارادۃ۔ چاہنا۔ خواہش کرنا۔ راغب ہونا۔ علی الامر: برانگیختہ ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "پس لڑائی اختتام کو پہنچائی"۔ یعنی جہاد کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔ اور یہ لشکر جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں آیا تھا فتح مند ہوا اور حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو قیادت آپ رضی اللہ عنہ کو سونپی تھی۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے انتہائی حُسنِ تدبیر کے ساتھ انجام دی اور فتح وظفر سے ہمکنار ہوئے۔ ارشاد ہے "پس (جناب علی المرتضیٰ نے) ایک کنیز کو لے لیا"۔ یعنی کفار پر فتح حاصل کرنے کے بعد جو اُن کی عورتیں مالِ غنیمت میں آئیں اِن میں سے ایک عورت کو بطور لونڈی کے آنجناب نے لے لیا۔ ارشاد ہے۔ "آپ پر عیب جوئی کی"۔ یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کام کو بُرا جان کر عیب جوئی کرنے لگے۔ ارشاد ہے "پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوتے سلام کرتے پھر اپنے اپنے گھروں کو جاتے"۔ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ معمول تھا کہ جب کسی جہاد یا کسی بھی سفر سے واپس آتے تو اپنے گھروں میں پہلے

نہ جاتے بلکہ اپنے محبوب، ہادیٔ برحق پیغمبرِ اسلام جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضورِ اقدس میں حاضر ہوتے قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے، آداب واحترام بجالاتے، ہدیہ وتحفہ پیش کرتے، دعاءِ برکت حاصل کرتے، پھر اپنے گھربال بچوں میں تشریف لے جاتے۔ اور آج تک یہ سلسلہ قائم ہے۔ سادات کرام اور مشائخ عظام سے مخلص تعلق رکھنے والے اسی طرح کرتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کی اس سنّت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔ ارشاد ہے "علی ابن ابی طالب نے یہ کیا یہ کیا" یعنی اس لونڈی کے متعلق شکایت کی۔ ارشاد ہے "تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے مُنہ (مبارک) پھیر لیا"۔ یعنی اس شخص کی اس شکایت پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اس لئے کہ یہ ایک ناجائز اور قطعاً غیر مناسب بات تھی جو کہ شرعاً وعرفاً غلط تھی۔ ارشاد ہے "پھر چوتھا کھڑا ہوا سو اس نے بھی ان کی مانند بات کہی"۔ یعنی ان چاروں نے اپنے کیئے ہوئے عہد پیماں کے مطابق شکایت کر دی۔ ارشاد ہے "پھر ارشاد فرمایا تمہیں (جناب) علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق کونسی بات نے برانگیختہ کر رکھا ہے"۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان چار صحابہ کی شکایت سُن کر انہیں ارشاد فرمایا تمہیں کونسی بات جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی مخالفت پر اکسا رہی ہے اور برانگیختہ کر رہی ہے۔ کیا تم نے اس کے مرتبہ ومقام کو نہیں سمجھا اس کو تو میرے قرب کی وجہ سے وہ مقام ومرتبہ حاصل ہے جو مجھے تم پر ہے اور میرے وصال کے بعد بھی وہ ہی ہر ایک مومن کا ولی ہے جب وہ ولی برحق ہے تو اسے ہر قسم کا تصرف بھی حاصل ہے۔

اسنادہٗ صحیح[1]

(جاری ہے)

---

[1] ابو اسحاق الحوینی، تہذیب خصائص الامام علی ص٢٠

گذشتہ سے پیوستہ

تجلیاتِ غوثیہ

مدیر اعلیٰ

اور ذکر ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ ھُوَ الْبَاطِنُ حبسِ دم کے ساتھ کرے کیونکہ اس ذکر سے توحیدِ حقیقی کا ثمرہ حاصل ہوتا ہے اور یہ عروج و نزول ہے۔ اَللّٰہُ السَّمِیْعُ، اَللّٰہُ الْعَلِیْمُ اور اَللّٰہُ الْبَصِیْرُ کو تین بار کہہ کر ایک بار شمار کرے۔ اور ایک دم میں اسی طرح سو مرتبہ کہے۔ نیز کچھ عرصہ تک اسی طرح حبسِ دم کے ساتھ ذکر کرتا رہے۔

رزقنا اللہ وایاکم و جمیع الطالبین بحرمۃ النبی وعترتہ الطیبین الطاہرین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو بھی اور تمام طالبوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی عترتِ مطہرہ (اہل بیتِ پاک) کے صدقے میں ان اذکار کے کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

اور شغل محمود کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ کھول کر ناک کے دونوں نتھنوں پر نظر جمائے۔ اور آنکھ پھڑکنے نہ پائے یہاں کہ آنکھ میں جلن پیدا ہو جائے۔ اور آنکھوں سے پانی بہنے لگے اور یہ طریقہ علیحدگی (خلوت) میں بیٹھ کر کرے اور اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ کا تصور بھی کرتا رہے سالک کو چاہیے کہ کچھ عرصہ اسی طرح مشق کرے اگر تاریکی میں بیٹھ کر یہ ذکر کریگا تو روشنی ہو جائے گی، کشفِ قبور، اور کشفِ قلوب حاصل ہو جائے گا۔ اور یادِ حق سے بہت ہی لذت پائے گا اور ذکر نصیر یہ ہے کہ اپنی پیشانی پر نظر جمائے اور آنکھ نہ جھپکائے اور یہی (مذکورہ) بالا اسماء حضور ملاحظہ کرتا رہے۔ اور اس دوران وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا کا مطالعہ کرے اس شغل

میں کشفِ آفاقؒ و کشفِ عالم علوی حاصل ہو جاتا ہے۔ وفقنا اللہ وایاکم

فصل (اس فصل میں ان مراقبات کا بیان ہے جو ذکر کے بعد کیے جاتے ہیں)

جب سالک مذکورہ بالا اذکار پر کئی سال تک عمل پیرا رہے اور یہ اذکار اُس میں خوب جاری ہو جائیں اور قرار پکڑ لیں تو پہلے مراقبہ حضورؒ کرے اور اس کو یوں جانے کہ حق تعالیٰ محض بے چون و بے مثل ہے اور میرے حال پر حاضر و ناظر ہے، اور میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور دن رات اسی مراقبے میں متوجہ رہے اس حد تک کہ حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال سالک پر چھا جائے اور حق تعالیٰ کی حضوری کا ادب (احترام) سالک کے وجود میں پیدا ہو جائے اور ہر قسم کے بُرے امور اس سے دُور ہو جائیں اور اس مراقبہ میں وہ ایک ایسی لذت پانے لگے جو کہ دُوسری تمام لذتوں پر غالب آجائے جب یہ حال ہر وقت ہر لمحہ برپا ہونے لگے تو مراقبہ مشہودؒ میں مشغول ہو جائے اور جان لے کہ حق تعالیٰ کو دیکھتا ہوں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک" (احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح گویا کہ تُو اسے دیکھتا ہے اگر تو اسے اس طرح نہیں دیکھتا تو یُوں سمجھ کہ وہ تجھے دیکھتا ہے) جب یہ مراقبہ غالب ہو جائے اور لذّت پانے لگے اور متمکن ہو جائے تو پھر مراقبہ معیتِ حق تعالیٰ جو کہ پائیدار ہے اُس کا قرب ملاحظہ کرے چنانچہ یہ آیۂ کریمہ اس پر دلیل ہے "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ" لیکن قرب اور معیّت بے کیف ہے اور اس کی کیفیت ادراک سے بالاتر ہے پس اتنا سمجھ لے کہ وہ میرے ساتھ اور میرے قریب ہے جب اس شغل

میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اس کے بعد اس آیۂ کریمہ ذاتیہ کرے وکان اللّٰہ بکلّ شیئٍ محیطاً

علمائے ظاہر اس احاطۂ ذاتیہ کو احاطۂ علمی پر ہی محمول کرتے ہیں بموجب اس آیۂ کریمہ کے کہ اِنَّ اللّٰہ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْئٍ عِلْماً لیکن صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ کا احاطہ تمام اشیاء پر احاطۂ علمی ہے اسی طرح احاطۂ ذاتی بھی ہے لیکن یہ احاطہ جسمانی احاطہ کی طرح نہیں جو کہ ظروف و مظروف اور وصل و فصل کا مقتضی ہے بلکہ یہ احاطہ بے کیف ہے. اس کی کیفیت سمجھنے سے انسانی عقل عاجز ہے بلکہ درحقیقت اس کی کوئی کیفیت ہے ہی نہیں لیکن بعض اولیائے متاخرین فرماتے ہیں. اگرچہ حقائق ممکنات نے علمِ الٰہی میں ظہور پایا ہے اور ان پر جو اللہ کی صفات کے پرتو ہیں ان سے انہوں نے خارجی وجود حاصل کیا ہے لیکن یہ وجود حق تعالیٰ کے وجود کا ظل ہے لہٰذا تمام اشیاء کا وجود ظلی ہے اور ان کو اس وجہ سے خارجی کہتے ہیں کہ ان پر آثار مرتب ہوتے ہیں اور جو وجود مترتب آثار کا باعث ہے وہ خارجی ہے لیکن وجود علمی میں آثار مترتب نہیں ہوتے لیکن چونکہ بمنزلۂ علم ہے لہٰذا ظلی ہے پس یہ احاطہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے صُور علمیہ پر احاطہ کرے.

لے عروج : لاتعین تک پہنچنے کا راستہ

لے نزول : کائنات خدا کی قدرت کا نتیجہ ہے. خدا کی قدرتیں اور خدا ہی کے کمالات اور خدا ہی کی حکمتیں اس آئینہ میں ہی رونما ہیں.

بالفاظ دیگر خدا ہی کی ذات و صفات اس کائنات میں جلوہ گر

ہیں تصوف کی زبان میں یوں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے کائنات
میں نزول فرمایا، لفظ نزول ایک اصطلاح ہے جس میں اس
ظہور کو بیان کیا جاتا ہے۔ (سرِ دلبراں ص۳۵۱)

۳۔ کشفِ آفاق: کائنات میں جو کچھ از قسم ظاہر و باطن ہے آفاق ہے
ان کے حالات و کوائف سے مطلع ہونا۔

۴۔ مراقبہ حضور:۔ قلب کا خلق سے غافل ہو کر حق تعالیٰ کے ساتھ حاضر ہو جانا
اس کو مقام وحدت بھی کہتے ہیں۔ (سرِ دلبراں ص۱۴۴)

۵۔ مراقبۂ شہود: حق تعالیٰ کا مشاہدہ بایں طور کہ سالک مراتب تعینات اور
موہومات صُوریہ سے عبور کر کے توحید عیانی کے مقام پر پہنچے اور جمیع
صُورِ موجودات میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرے اور غیریت کو دور کرے۔
(سرِ دلبراں ص۲۳۸)

۶۔ مراقبہ معیت:۔ حق تعالیٰ کی ذاتِ اقدس میں اس قدر محو ہو جانا کہ کسی اور کی خبر نہ رہے۔

۷۔ حقائق ممکنات:۔ حقائق ممکنات یا حقائق کونی، اعیان ممکنات اور کثرت
حقیقی کو کہتے ہیں۔ امر کن کے تحت جو کچھ ہے سب ممکنات میں شامل ہے۔
(سرِ دلبراں ص۳۱۷)

۸۔ ظل:۔ لغوی معنی ہیں سایہ' اس سے مراد وجودِ خارجی ہے چنانچہ جملہ ظہور و
تعینات۔ وجود اضافی جو اعیانِ ممکنات و تعینات کے ساتھ ظاہر
ہوتا ہے۔ (سرِ دلبراں ص۲۴۷)

۹۔ آثار: یہ اثر کی جمع ہے۔ اسماء و صفات کے جمال و کمال کے مظاہر مثلاً
معلوماتِ اسم علیم اور مرحومات رحمت کے آثار ہیں۔

نٹ صُوَرِ علمیہ:- اسماءِ الٰہی جن صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں انہیں مظاہرِ اسماء کہتے ہیں۔ وہ صورتیں یا مظاہر جن میں کہ اسمائے الٰہی علمِ الٰہی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اعیان ثابتہ اور صُوَرِ علمی کے نام سے موسوم ہیں اور وہ مظاہر جو خارج میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اعیانِ ممکنات اور وجودِ عینی اور عالمِ شہادت کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ (سرِ دلبراں ص۵۱)

بقیہ:- قرآنی آیت

placent and Fetal membrane edited by C.A Villee, 1958.

(14) Developmental Anatomy - Aray L.B, W, B Sounders Company Ltd London 7th Edition 1974.

(15) Essential of Human Embryo.logy, Asim Kumar Datta Current books international Bombay, 1976.

(16) Gray's Anatomy Edited by williams warwick, Dyson Churchill Living Stone London, 1989.

(17) Human Embryology - Hamiltan W.J Boyed J.D and Mossman, Baltimore, 1952

(18) Immunology of Human Reproduction, J.S Scott and W R. Jones, Academic press London 1976

(19) Medical Embyology - Jan Longman, The Williams and wilkins Co, USA, 1975.

(20) Quran and Science, Proceeding of the 2nd international seminar, Pakistan; Assoc of scientists and scientific profession Karachi, 17Th June, 1987.

(21) Review of Medical embryology, Ben pensky mac millan pulication Co, New york, 1982.

(22) The Human development, Ali Akbar Saudi publishing House Jaddah.

(23) The developing Human, Keith L.Moore W.B Saurders Co, London, 1983.

غزل

علامہ سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیرؔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اذیّت، درد، دکھ بوتے ہیں کانٹے
مرے اللہ! کیوں ہوتے ہیں کانٹے

گلوں کی گود میں سوتے ہیں کانٹے
مئے شبنم سے منہ دھوتے ہیں کانٹے

چمن کو دیکھئے ہر زاویے سے
کہیں گل ہیں، کہیں ہوتے ہیں کانٹے

کسی کی راہ میں کانٹے جو بوئیں!
وہ اپنی راہ میں بوتے ہیں کانٹے

گلوں کی مسکراہٹ پر نہ جاؤ،
پسِ منظر چھپے ہوتے ہیں کانٹے

سجا کر نوک پر شبنم کی بوندیں
دکھاوے کے لئے روتے ہیں کانٹے

خوشی میں جو کھلیں غنچوں کی صورت
وہ غم میں سوکھ کر ہوتے ہیں کانٹے

ہمیں کیا "آپ جانیں غیر جانے"

وہی کاٹیں گے جو بوتے ہیں کانٹے

گُلوں کے ذِکر میں رہتے ہیں کانٹے

نہیں معلوم کیا ہوتے ہیں کانٹے

یہی ہے ان کے افسانے کی سُرخی

لہو پی کر لہو روتے ہیں کانٹے

نصیرؔ ان حاسدوں کا غم نہ کرنا

جہاں گُل ہوں وہاں ہوتے ہیں کانٹے

بقیہ: شذرہ: شاہ قبول اولیائؒ

قائم ہے اور وقتِ مقررہ پر آپ حضرت سیّد شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کو نہایت ہی شاندار طریقے سے منا کر محبّت اور اخلاق کا درس دیتے ہیں اس وقت آپ کے مزار مبارک پر روحانیّت کی بارش ہو رہی ہے اور لوگ فیوض و برکات حاصل کرتے رہیں گے۔

حضرت شاہ قبول اولیاؒ رحمۃ اللہ علیہ

پشاور کا قدیمی، تاریخی اور روحانی آستانہ

سید آغا لیاقت علی شاہ گیلانی

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر است صد سالہ طاعت بے ریا

برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں اولیائے کرام کا کردار نہایت اہم رہا ہے ان ہی تعلیمات اعلیٰ اخلاق کردار سے لاکھوں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے ان مقرب و برگزیدہ بندوں میں مجاہد اسلام حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ مقدس سرزمین جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک ہستی کا ظہور ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کئے گئے اسلام کا نام لینے والوں کو عبرت ناک سزائیں دی گئیں۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت سارے عالم پر چھا گئی اسلام کی شوکت و دین اسلام کی عظمت کی خاطر میدان جنگ میں جام شہادت نوش کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے۔ بلند مرتبہ پا کر خداوند بزرگ و برتر کا قرب حاصل کیا وادیٔ عرب آج بھی صدیوں کی طرح مقدس ہے اور اس کو فرشتے زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، شہنشاہِ طریقت، سلطان العارفین سیدنا حامیٔ دینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجاہد اسلام آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی اس وادیٔ عرب کے رہنے والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۱۰۱ھ میں جزیرۃ العرب کے ایک گاؤں "تبنجا" میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ نسب حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پیران پیر دستگیر شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے فرزند چہارم حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بی بی فضل بنت حضرت سید بدرالدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ابھی زندگی کی چوتھی بہار دیکھ رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تحصیل علم کے لئے مکتب بھجوایا جانے لگا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے عشق الٰہی ہو گیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خداوند تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اسلام کی تبلیغ کرنے کی ٹھان لی اور اپنے والد بزرگوار سے ملک سے باہر جانے کی اجازت طلب کی، والد محترم نے لخت جگر کو الوداع کہتے ہوئے دعا فرمائی کہ اے اللہ میں اپنے فرزند کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو اسے اس کے نیک عزائم میں کامیاب دکامران کر۔

حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدین اور اپنے وطن کو آخری بار سلام کہنے کے بعد ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اس وقت برصغیر پر ظلمتوں کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اور جہالت کا پوری طرح دور دورہ تھا۔ حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ خوفناک راستوں سے ہوتے

ہوئے مصائب جھیلتے اور نور اسلام کی ضیاء پاشیاں کرتے ہوئے کراچی وارد ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے کراچی کے لوگوں نے ایسی سعادت حاصل کی کہ ان کی روحانی زندگیوں میں انقلاب برپا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی کے دامن میں پیار و محبت اور اخوت کے جواہر پارے بکھیرے تاکہ لوگ تاریک راستوں پر بھٹکنے کی بجائے سردار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے صحیح راستوں پر چلیں۔

۱۱۲۳ھ میں وادی سندھ حضرت شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ کی نور افشانیوں سے جگمگا رہی تھی حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کی بیعت حاصل کی۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد لنگر خانے کا کام کیا گیا۔ لیکن عشق الٰہی میں کامیاب ہونے کے لئے دامن صبر نہ چھوڑا یہاں آپ کو وہ روحانی تسکین حاصل ہوئی جس کی تلاش میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مدت سے سرگرداں تھے ایک شب حضرت شاہ عنایت احمد نے اپنی دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر حضرت سید شاہ قبول اولیاء کے سر پر رکھ دی اور اعلان فرمایا کہ سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میرے خلیفہ اول ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینہ مبارک سے پیوست کرتے ہوئے گلے سے لگایا۔ پھر اپنا عصاء مبارک یادگار کے طور پر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کے شمال مغرب کی طرف سے سفر کیجئے اور جہاں یہ عصا ٹھہرے اس کو اپنا مستقل مقام اور مسکن تصور کیجئے۔ اور اسلام کی تبلیغ کا مقدس فریضہ ادا کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل سے اجازت لے کر ملتان تشریف لائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت اور خدمت خلق کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرت ہوگئی لوگ جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیتے اور دائرہ اسلام میں شامل ہوتے جاتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ یہاں پر قیام کرنے کے بعد کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقدس فریضہ میں کوتاہی نہ برتی بلکہ مصائب جھیلتے رہے اور تبلیغ دین میں ہمہ تن مصروف رہے۔

آپ کشمیر میں بھی مختصر قیام اور دینِ حق کی تبلیغ کرنے کے بعد ہزارہ تشریف لائے اور یہاں موضع سرائے گدائی ہری پور کے متصل دریا کے کنارے ویران جنگل میں واقع ایک غار کو اپنی قیام گاہ بنالیا اور اسی میں رہنے لگے یہ غار اب بھی تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ میں سرائے گدائی کے قریب واقع ہے۔ اور اسے "بھورہ شریف" کے مقدس نام سے پکارا جاتا ہے۔

یہی وہ غار ہے کہتے ہیں جسے بھورہ شریف
یہی وہ مہبط انوارِ ذات رب لطیف

حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ برس تک اس غار میں چلہ کاٹا حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو بطریق احسن پورا کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ دن کے وقت عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے اور رات کی تاریکی میں سرائے گدائی کی مساجد میں نمازیوں کے وضو کے لئے پانی بھر کر تے تھے۔ جب سحر ہوتی تو نمازی پانی دیکھ کر حیران ہوتے کہ آخر وہ بندۂ خدا کون ہے جو یہ مقدس فرض انجام دے رہا ہے۔ لوگ بڑی جدوجہد کے بعد بھی کافی عرصہ تک اس بھید کا سراغ لگانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

حضرت سیّد شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگ پروانوں کی طرح روحانیت کی اس مشعل پر قربان ہونے کے لئے آنے لگے ان میں پراچہ خاندان کی سو سالہ بوڑھی عورت بھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اپنے حبیب پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل اس عورت کی گود ہری فرما چنانچہ ایک سال کے بعد بانجھ عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہُوا۔ آج بھی اس پراچہ خاندان کا ایک بہُت بڑا قبیلہ ضلع مانسہرہ کے موضع پیراں دا بانڈہ میں آباد ہے بھورہ شریف آج بھی عقیدتمندوں اور حاضرین کے لئے حاضری کا مرکز بنا ہُوا ہے۔ اڑھائی سو برس بیشتر یہ مقام جنگل تھا لیکن اب اس کے چاروں طرف آبادی ہے۔

ویران جنگلوں میں اے شاہ قبول تُو نے
جس جا قدم ہی رکھے گلزار بن گئے ہیں

حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسا چراغ روشن کیا جو آندھی اور طوفان میں بھی نہیں بجھ سکتا تھا۔ لوگ اس ٹیلے اور غار کی خاک کو سُرمۂ اکسیر سمجھتے ہیں اور شفاء پاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بارہ برس بھورہ شریف ہزارہ میں چِلّہ کشی کے بعد اٹک تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بھی سلسلۂ تبلیغ بدستور جاری رکھا جس کی وجہ سے کئی ہندو مشرف بہ اسلام ہوئے ان ہندوؤں میں ایک متمول خاندان کا ایک نوجوان تھا اسے دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے بعد اس کا نام داتا دیوان رکھا اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ کا رتبہ بھی حاصل کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بعد میں تبلیغ دین کے لئے موضع سکھو علاقہ پوٹھوہار بھیجا یہاں

حضرت داتا دیوان رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ سے سینکڑوں لوگ مسلمان ہوئے ــــ حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اٹک کے رہنے والوں میں اسلام کی روح پھونکنے کے بعد پشاور تشریف لائے اس موقع پر حضرت داتا دیوان بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمرکاب تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پشاور پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عصاء مبارک جو آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ عنایت نے یہ کہہ کر عنایت فرمایا تھا کہ جہاں یہ عصاء ٹھہرے اسی مقام کو اپنی مستقل قیام گاہ بنا لینا عصاء پشاور میں اس مقام پر ٹھہر گیا جہاں ان دنوں حضرت شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ جشن ورود مسعود منایا جا رہا ہے اُن دنوں ڈبگری کا علاقہ غیر آباد تھا اور یہاں صرف چند گھرانے ایسے تھے جن کا کام چمڑے کے ڈبے اور مشکیں بنانا تھا ان ڈبوں کا کاروبار بڑے وسیع پیمانے پر افغانستان بخارا اور غزنی کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا پشاور میں ورود مسعود ۱۱۴۷ھ کو ہُوا۔

ایک روایت کے مطابق یہاں ڈبہ گروں کے آباد ہونے سے علاقے کا نام ڈبہ گر تھا جو کہ بعد ازاں ڈبگری کہلانے لگا۔ اب بھی اس علاقہ کے محلہ ڈبگراں میں یہ خاندان صدیوں سے آباد ہیں اور سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں شامل ہیں۔

پشاور گناہوں اور بدکاریوں کا مرکز بنا ہُوا تھا آپ نے پشاور میں سب سے پہلے اپنی آمد کے بعد اپنے حجرے سے متصل عبادت و ریاضت اور لوگوں کی رُشد و ہدایت کے لئے ایک مسجد تعمیر کرائی حضرت شاہ قبول اولیاء

رحمتہ اللہ علیہ نے پشاور کے ماتھے پر سے ایسے بدنما داغ دور کرنے کے لئے اسلام کی تبلیغ نہایت احسن طریقے پر شروع کی ہے۔

ڈنکا بجا دیا میرے اللہ کے نام کا!
سرحد پہ کس قدر ہے یہ احسان شاہ قبول

چنانچہ اس سلسلے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مبلغین کی جماعتیں حضرت شیخ عبدالسلام بابا رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت داتا دیوان رحمتہ اللہ علیہ کی سرکردگی میں مختلف علاقوں میں بھیجیں اس طرح سے نہ صرف پشاور بلکہ کراچی، سندھ، ملتان، کشمیر، پوٹھوہار، ہزارہ، کوہستان اور علاقہ غیر میں اسلام کا اتنا اثر پہنچا کہ لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں شامل ہوتے گئے اور بہت سی قومیں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ حضرت سید شاہ قبول اولیاؒ رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت شیخ عبدالسلام بابا رحمتہ اللہ علیہ سب سے اہم اور برگزیدہ تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ انہیں محبت سے شیخو کے نام سے پکارا کرتے تھے عبادت و ریاضت میں کامل بنا کر اپنے علاقہ کوہستان ہزارہ میں تبلیغ و اشاعتِ دین کے لئے بھیجا جہاں حضرت شیخ عبدالسلام بابا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے زندگی بھر تبلیغ اسلام کا فرض نبھایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار تحصیل بٹگرام ضلع مانسہرہ میں شملئی کے قریب موجود ہے۔

حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ عبدالسلام بابا رحمتہ اللہ علیہ کو تبلیغ دین کے لئے رخصت کرتے وقت ۱۱۸۸ھ کا لکھا ہوا قرآن پاک کا نادر قلمی نسخہ سلیمانی پتھروں کی تسبیح عنایت فرمائی تھی یہ تبرکات

آج بھی شیخ عبد السلام بابا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے پاس موضع شمشیر بالا علاقہ الائی ہزارہ میں محفوظ ہیں۔

مجاہد اسلام حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ۴۳ برس تک پشاور و ماورائے پشاور کو اپنے دریائے فیض سے سیراں فرما کر اسّی برس کی عمر میں اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسدِ مبارک کا تابوت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق حویلی و نشست گاہ کے قریب دفن ہے جو درگاہِ عالیہ حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے سجدہ گاہِ قدسیاں ہے اور جہاں ہزاروں عقیدتمند حاضری دے کر روحانی برکتوں سے مالامال ہوتے ہیں ؎ ندا یہ عرش سے کہتی ہوئی بوقتِ وصال

ہوئے قبول میری بارگاہ میں شاہ قبول

حضرت سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ اقدس پشاور کے گنجان آباد علاقہ میں ہر خاص و عام کے لئے مرجع خلائق ہے اور اسی علاقہ میں شاہ قبول کالونی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک نام سے موسوم ہے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ماشاء اللہ وسیع گھرانہ آباد ہے جو ہر سال جشنِ ورودِ مسعود کے سلسلے میں نہایت تزک واحتشام و عقیدت واحترام کے ساتھ تین روزہ تقاریب کا اہتمام کرتے ہیں۔ صوبہ سرحد کی تاریخ میں جشن شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک محافل روایتی اعتبار سے خصوصی اہمیت کی حامل ہیں جو ہر سال ماہِ مئی و جون میں منائی جاتی ہیں جو روحانی برکات کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ فرزندان توحید ہزاروں کی تعداد میں ملک کے مختلف حصوں سے

شامل ہو کر سعادتِ دارین حاصل کرتے ہیں۔ ان پاکیزہ محافل میں توحید، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بزرگانِ سلف پر جیّد علمائے کرام خطاب فرماتے ہیں۔ نعت خوانی اور نعتیہ قوالی بھی اس پروگرام کا خاص حصّہ ہیں۔ حسبِ روایتِ سابقہ امسال بھی جشنِ ورودِ مسعود حضرت سیدہ شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی سہ روزہ تقریبات ۱۲ر ۱۳ر اور ۱۴ر جون کو نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منائی جائیں گی۔

ہے آستانہ جگر گوشۂ رسول یہی
مزار غوثِ امن پیر شاہ قبول یہی
لقائے شاہدِ فطرت ہے بے حجاب یہاں
شکستہ دل کی دعائیں ہیں مستجاب یہاں

اسلامی کتب کے مطالعہ سے انحراف کیوں؟

★ ـــــــــ پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمٰن اثر آبا قب

ہر مسلمان مرد اور عورت پر دینِ اسلام کا علم حاصل کرنا فرض ہے اِس لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے دین کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور جو کتابیں جس کی سمجھ سے بالاتر ہیں اُن کو سمجھنے کے لئے علمائے کرام سے رجوع کریں تاکہ صحیح علمِ دین حاصل ہو سکے اور حاصل کنندہ اس قابل ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے احکامات و ارشاداتِ گرامی کے مطابق زندگی گزار سکے۔

اس کے علاوہ علم وہ نور ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات پر فضیلت عطاء کرتا ہے۔ انسان رُوح اور بدن کا مرکب ہے، بدن یا جسم کی نشوونما کے لئے تو غذا استعمال کرتا ہے لیکن رُوح کی ترقی علم ہی سے ممکن ہے۔ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی حفاظت انسان کرتا ہے لیکن انسان کی حفاظت علم کرتا ہے۔ علم جہالت کے اندھیروں کا چراغ ہے جس سے بھٹکے ہوئے مسافروں کو راستہ ملتا ہے کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس پر مہربانی اور کرم فرماتا ہے تو اُس کو دینِ اسلام کا علم عطاء کرتا ہے اور علم کی نسبت سے اس کا میل جول نشست و برخاست علماءِ کرام اور اپنے نیک بندوں سے کراتا ہے۔ علمِ نافع اور علم باعمل ہی انسان

کی بخشش و مغفرت کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے اس لئے علم کے ساتھ ساتھ انسان کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے فضل و کرم کا بھی سوال کرے اور علم میں اضافے کی کوشش کرے۔ جتنا جتنا انسان علم حاصل کرتا ہے اتنا ہی وہ خدائے ربّ کریم کے معارف و انوار سے باخبر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر جناب محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کے عظیم کلماتِ قرآن سے علم کے لئے دُعاء فرماتے رہے۔ درحقیقت آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ عمل اُمّت کے لئے سبق ہے کہ مسلمان تحصیلِ علم میں ہر وقت رواں دواں ہوں اور یہ سلسلہ دوامی ہو۔

لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ مسلمان من حیثُ القوم دینی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ دینی کُتب کی جگہ بے ہُودہ قسم کے رسائل اور ڈائجسٹ زیرِ بغل لئے پھرتے رہتے ہیں جن کے مطالعے سے اُن کا ذہن اس قدر پراگندہ ہو جاتا ہے کہ وہ دِین سے بہت دُور ہو جاتے ہیں اور اپنی محفلوں میں عُلماء کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ کسی سے ناراض ہوتا ہے اور اُس پر قہر مسلط کرتا ہے تو وہ علماء کی تحقیر کرنے لگ جاتا ہے اور نیک لوگوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ ایسی صُورت میں اجرائے علم میں بندش پیدا ہوتی ہے۔ اور جو علم آبا و اجداد سے چلا آرہا ہے وہ بزرگوں اور معمّر حضرات کی اموات کی وجہ سے آہستہ آہستہ معدوم ہوتا جارہا ہے۔ علمی کتب کی طرف عدم توجہ اگر اس طرح جاری رہی تو وہ دن دُور نہیں (خدا نہ کرے) کہ مسلمان اپنے

دین کے بارے میں دَورِ جاہلیت کا منظر پیش کرنے لگیں۔

جہاں تک لباس اور بیرونی نمود و نمائش کا تعلق ہے انسان بہت معقول اور سمجھدار لگتا ہوگا لیکن اندرونی طور پر اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوگا اور اس کے علاوہ دوسرا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ باوجود کچھ نہ سمجھنے کے اپنے آپ کو علامہ خیال کرے گا۔ اور اگر کوئی عالم اس کو دین کی باتیں سُننے یا کتاب پڑھنے کی دعوت دیتا ہے، تو وہ بڑے تفخر سے ایسا انداز اختیار کرتا ہے جیسے اُس کی شان میں گستاخی ہو چکی ہو۔ اور پھر اس ردِّ عمل سے اس کی تسلی نہیں ہوتی جب تک وہ داعی میں بے شمار خود ساختہ نقائص نکال کر یہ نہ کہے کہ پہلے خود، ٹھیک ہو جاؤ پھر دوسروں کو سمجھاؤ۔

حالانکہ بقولِ قطبِ زمانہ حضرت اخون درویزہ رحمۃ اللہ علیہ بمطابق ارشاد الطالبین ص۱۱۶ اگر کوئی خود فاسق بھی ہو تو دوسروں کو امر بالمعروف کر سکتا ہے اس کی مثال یہ پیش کرتے ہیں جیسے ایک آدمی گہرے کنوئیں میں گرا ہُوا ہے تو وہ چیخے اور شور کرے تاکہ اور لوگ سمجھ کر اس کنوئیں میں نہ گریں اگر وہ خاموش رہے گا تو جس غفلت کی وجہ سے وہ گرا ہے اور لوگ بھی گر سکتے ہیں۔ ویسے بھی عقل کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی سے زیادہ اس کی بات کو توجہ دینی چاہیئے لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ بس ہر انسان اپنے ایک وضع کردہ ہوائی گھوڑے پر سوار جا رہا ہے اور دائیں بائیں کسی کی ہدایت کی طرف توجہ نہیں کرتا چاہے گھوڑا تباہی کی طرف کیوں نہ جا رہا ہو۔ نتیجتہً اس کا انجام تباہی پر منتج ہوتا ہے۔

اس سرد مہری اور زوال کے بارے میں چند وجوہات پیش کرنا ضروری ہیں جو مشت نمونہ از خروارے ہیں۔

فری میسن:۔ یہ تحریک اور نظام بہت عام ہے سابقہ ادوار میں اسی نے اسلام دشمنی کا جو بیج بویا تھا وہ آج ایک تناور درخت بن چکا ہے جو شیطانی پھل دے رہا ہے اور جو بھی یہ پھل کھاتا ہے وہ اسلام کا دشمن بن جاتا ہے۔ اس تحریک کے لئے ۱۷۱۰ء میں انگلستان کے نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے "ہمفرے نامی" ایک شخص کو مصر، عراق، ایران، حجاز مقدس اور عثمانی خلافت کے مرکز استنبول کی جاسوسی پر مامور کیا۔ وہ اپنے مشن پر روانہ ہُوا اور کئی مہینے کے سفر کے بعد عثمانی دارالخلافہ پہنچا۔ جہاز سے اترتے وقت اس نے اپنے لئے "محمد" نام تجویز کیا تاکہ کوئی شک کرکے اس کو ہلاک نہ کرے۔ اسلاف میں سے اکثر علماء کرام ہمفرے کی تباہ کاریوں سے واقف تھے اور انہوں نے اپنی تقاریر اور کتابوں میں مسلمانوں کو سمجھانے کی خاطر اس رسوائے زمانہ انسان کا مکمل خاکہ پیش کیا ہے۔ اس پر کتابیں لکھی ہیں جو انگریزوں نے ضبط کرکے مفقود کی ہیں۔

آج جو بے راہ روی کا دور دورہ ہے۔ فحاشی، بے حیائی۔ رقص وسرود نیم برہنہ لباس، کلب لائف، مرد و زن کی آزادی عام ہے۔ جمک اور دمک کے الفاظ استعمال ہو رہے ہیں تو یہ اسی تحریک کی پیداوار ہیں اور ہمفرے کے ذریعے سے ان منحرب اخلاق و مذہب کش جراثیم کو پھیلا جا چکا ہے۔ اس کی نئی شکل آج کل ٹی وی پر دکھائی جارہی ہے نیز فحاشی کی اس دور میں ریسلنگ پروگرام بھی شامل ہے جس میں پہلوانوں کے ننگے بدن اور اعضائے بدن کی نمائش مقصود ہے۔ اخبارات و رسائل میں نسوانی تصاویر جذبات کی برانگیختی کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔

اس فرقہ مہین کے پیرو کاروں نے غلط مذہبی عقائد کی ایسی کتابیں بھی چھاپی ہیں جن کے سرِورق پر تو پُرکشش اسلامی نام لکھے ہوتے ہیں تاکہ خریدار بغیر سوچے خرید لے۔ لیکن اندر زہر آلود مواد ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث کے ترجمے اپنی مرضی اور اپنے مطلب کے مطابق درج ہوتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ پہلے حُسن کے بارے میں مشہور تھا کہ فلاں لاکھوں میں ایک ہے۔ آج علم کے بارے میں حقیقت ہے کہ عالمِ جیّد باعمل لاکھوں میں ایک ہوتا ہے اس لئے تخریب کاروں کی کتابوں کو کون دیکھتا ہے تاکہ ان کا سدباب کیا جائے۔ یہ تنظیم دُنیا بھر میں خصوصاً کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوخیز اور نیم پختہ اذہان کے طلباء کو برباد کر رہی ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ جاذبِ نظر کتابوں کو چھاپتے ہیں اور برائے نام قیمت پر مہیا کرتے ہیں۔ دُنیا کے تمام غیر اسلامی ممالک اس تنظیم کے ممبر ہیں اور اس کو ہر قسم کی مالی و جانی امداد بہم پہنچاتے ہیں ــــ زمانے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے پینترے بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً آج کل جو شوشہ انہوں نے چھوڑا ہے وہ ہے ”قدامت پسندی“ کا جس کو یہ لوگ FUNDA MENTA LIST بھی کہتے ہیں۔ رنگ یہ دیا ہے کہ مسلمان اس لئے ترقی نہیں کر سکتے کہ یہ قدامت پسند ہیں۔ اس مصنوعی اور احمقانہ نعرے نے بدقسمتی سے کئی ایک مسلمان ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا ہے اور وہ جہاں کہیں راسخ العقیدہ باعمل مسلمان کو دیکھتے ہیں اس پر قدامت پسندی کا لیبل لگا کر قتل کرتے ہیں۔ مسلمان یہ نہیں سوچتے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بُعثت کے بعد صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کے زمانے کی طرز پر تاقیامت جو بھی مسلمان لباس، شکل و

صورت، عمل و کردار اور وہ قابلِ تقلید ہے اور جن کو ہدایت نصیب ہو گی۔ وہی انشاءاللہ ایسا ہی رہیں گے۔

۲۔ کھیل کود :۔ کھیل کود جو جائز ہیں مثلاً کشتی۔ تیر اندازی۔ تیراکی گھوڑا دوڑ وغیرہ وغیرہ جو کھیل بھی ہیں اور اسلامی جہاد میں بھی کام آتے ہیں ایک منظم اور جائز انداز میں کھیلنے چاہیئے۔ موجودہ جدید ہتھیار اور جنگی پیشرفت کی روشنی میں کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ اور جس میں پوری قوم حصہ لے یعنی باعمل رہے۔ لیکن آج کل جو کھیل کھیلے جا رہے ہیں اس میں گیارہ کھلاڑی تو کھیل رہے ہیں۔ لیکن پچاس ہزار تماشبین جامد اور مفلوج بیٹھے ہوئے ہیں وہ کھیل جو لہو لعب کے زمرے میں آئے از روئے شریعت ممنوع ہیں ان کھیلوں پہ آج کل شرائط لگتی ہیں جو جوئے بازی ہے۔ اسراف اور بذر کا ارتکاب ہوتا ہے۔ عریانی اور فحاشی اس کی جان ہوتی ہے۔ صبح سے شام تک بُت کی طرح بیٹھیں گے۔ نمازیں قضاء ہوتی ہیں۔ ملازم، مزدور طلبا اور تاجر سب اپنے اپنے کام ٹھپ کر دیتے ہیں جس کا ان کو نقصان ہوتا ہے اور پھر سارا سال کسی نہ کسی کپ کے لئے کھیل کم اور لڑائی زیادہ جاری رہتی ہے۔ پوری قوم مدہوش رہتی ہے۔ اور قوم ایسی مستغرق رہتی ہے کہ ڈاکٹر حضرات اخبارات کے ذریعے ایسی خبریں بھی چھاپتے ہیں کہ کرکٹ کا فائنل کمزور دل والے مریض نہ دیکھیں۔

ایسی صورت میں کوئی کتاب کیا کرتا ہے۔ کتاب سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ سارا ڈرامہ کافی ہوتا ہے۔ نہ کوئی دین کی کتاب دیکھتا ہے نہ کورس کی کتاب جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین بھی کمزور اور سکولوں، کالجوں کے نتائج

بھی صفر جس کے لئے پھر پستول کا استعمال کرتے ہیں اور امتحان کے دوران ممتحنوں کو مارتے ہیں۔

پی ٹی وی والے سال بھر کرکٹ کو تو بذریعہ سٹیلائٹ سنگاپور، شارجہ اور لندن وغیرہ سے دکھاتے ہیں لیکن سال میں ایک دفعہ حج کے مناسک کبھی بھی پورا نہیں دکھاتے۔ حج پروگرام چند جھلکیوں پر مشتمل ہوتا ہے وہ بھی غالباً اس لئے کہ کوئی فتویٰ نہ لگائے۔

اس کھیل نے لاکھوں بچوں کو کتاب سے غافل کیا ہے۔ گلی گلی شور و شغب مچا ہوا ہے جو اعصابی بیماریوں کا باعث ہے۔ لیکن اس کو آلودگی میں شمار نہیں کرتے، اور نہ اس کے لئے کوئی قاعدہ قانون موجود ہے۔ بس جس گلی میں دو لڑکے مرتب ہوئے کرکٹ شروع ہوگئی۔ چاہے شیشے ٹوٹے راستے پر چلتے ہوئے لوگوں کے سر پر گیند لگ جائے یا مستورات کا آنا جانا مشکل ہو۔ کیونکہ اکثر گلیوں کی چوڑائی جس میں کرکٹ کھیلا جا رہا ہوتا ہے بیٹ کی لمبائی کے برابر ہوتی ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی سمجھ دار آدمی اس قسم کے نازک ماحول میں بچوں کو کرکٹ کھیلنے سے منع کرتا ہے تو والدین آستین چڑھا کر حامی بن جاتے ہیں اور یہ کہہ کر کہ بچے ہیں کھیلیں گے۔ یہ نہیں سوچتے کہ آج بچے ہیں کل کے تو باپ ہیں نا؟ اس لئے بچوں کو بچپن ہی سے تربیت بھی صحیح دینی چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہے جس کی وجہ ہے کہ معاشرہ دن بہ دن ابتر ہو رہا ہے۔

جنوبی وزیرستان کے لوگ قابل ستائش ہیں کہ انہوں نے اس کھیل پر

پابندی لگائی ہے کہ یہ ہمارا قومی کھیل نہیں اور اس سے قوم تنزل کی راہ پر گامزن ہے۔ کیونکہ اس کے لئے نہ وقت مقرر ہے نہ سال نہ مہینہ ہر وقت جدھر دیکھو ہزاروں افراد ذمہ دار سیاروں کی طرح دوڑتے رہتے ہیں۔ مقولہ یہ ہے کہ جس زمین پر آگ جلتی ہے وہی گرم ہوتی ہے جنوبی وزیرستان والوں نے پابندی لگائی ہے۔ ان کا نقصان ہوا ہوگا۔ یہ وضاحت وہ کر سکتے ہیں اگر وضاحت مدلل نکلی تو ملک کے باقی حصوں کو بھی تقلید کرنی چاہیئے یا کم از کم ترمیم ہونی چاہیئے۔

غلامانہ ذہنیت کی پختگی:۔ انگریزوں نے اپنی زبان اور اپنے لباس کو ارادتاً بہت اہمیت دی تھی اور اسلامی لباس۔ داڑھی وضع قطع کو کمتر سمجھتے رہے۔ اگر کوئی انگریزی بول سکتا تھا یا پتلون ٹائی پہنے ہوئے ہوتا تھا۔ تو اس کو وی آئی پی کے آداب پیش ہوتے تھے۔ اور اگر قمیض شلوار پہنے ہوئے ہے۔ متشرع صحیح العقیدہ مسلمان ہے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو گھنٹوں دھوپ میں کھڑا رہے پرواہ نہیں۔ یہ سلسلہ آج بھی ہے۔ سوٹڈ بوٹڈ انسان ہر ہسپتال۔ دفتر، ہوائی اڈہ ہوٹل اور کلب میں خوش آمدید یا ویلکم کے الفاظ سے داخل کرایا جاتا ہے۔ میزبان یا دربان اس وقت اپنی کم مائیگی پر افسوس کرتا ہے کہ کوٹ پتلون والے صاحب کو جس کو عام اصطلاح میں جنٹل مین بھی کہتے ہیں اکیس توپوں کی سلامی کیوں پیش نہ کر سکا۔

اسی طرح دیکھنے میں آیا ہے کہ میٹرک پاس صاحب جو انگریزی میں اپنا نام بتا سکتا ہے یا کسی اور سے نام پوچھ سکتا ہے ہر قسم جواب

پر صرف او۔ کے کا ردعمل ہوتا ہے وہ انگریزی اخبار ہاتھ میں لئے پھرتے رہتے ہیں۔ تاکہ لوگ متاثر ہوسکیں گلشن سعدی۔ مثنوی۔ فقہ یا بخاری شریف کا کوئی سپارہ ان کے لئے باعث شرم ہوتا ہے۔

انگریزوں نے اور ان کے موجودہ پیروکاروں نے جان بوجھ کر ملّا نصیر الدین کے متعلق من گھڑت لطائف چھاپے ہیں۔ اور اکثر اوقات یورپی ذہن کے لوگ اس کا لطیفہ سنا کر قہقہہ لگاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ مُلّا یا مولانا بیوقوف ثابت ہوتا رہے کسی اسلامی تنظیم نے ایسی کتابوں کے خلاف آواز نہیں اٹھائی اور اکثر مولانا صاحبان تو اقتدار اور اپوزیشن میں باری باری آتے جاتے رہے لیکن ملا نصیر الدین کے لطائف سکولوں اور کالجوں کے سلیبس سے نہ نکال سکے۔ جیسے کہ یہ حقیقت ہو نہ قومی زبان اور لباس کو کوئی قانونی اہمیت مل سکی۔

دو نمبری :۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے ہر چیز دو نمبر بنتی جا رہی ہے۔ جعلی کرنسی جو اصلی نہیں ہوتی اور دو نمبر ہوتی ہے جس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور جیل کی سیر کراتی ہے۔ ادویات دو نمبر آگئی ہیں جن سے مریض شفایاب نہیں ہوتے بلکہ قبرستان چلے جاتے ہیں اجناس خوردنی ملاوٹ سے دو نمبر بن جاتی ہیں جس سے فائدے کی بجائے نقصان ضرور ملتا ہے۔ اسی طرح تعمیراتی اشیاء میں ملاوٹ جیسے ریت اور سیمنٹ میں ۱:۶ کی ملاوٹ۔ اینٹ درجہ اول کی جگہ دو نمبر والی اینٹ لگانا۔ تو ایسی عمارت افتتاحی فیتے کے کاٹنے کے دو تین دن بعد منہدم ہوجاتی ہے جس میں اکثر انسانی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں۔ اور حکومت

اس کے برعکس جو لوگ علم کو دوسروں کی میراث سمجھتے ہیں تو وہ اپنی تقریر یا تحریر کا صلہ نہیں مانگتے۔ اگر کتاب چھپواتے ہیں تو برائے نام قیمت رکھتے ہیں۔ جس کو ہر غریب آدمی بھی خرید سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی سُرخرُو ہو جاتا ہے۔

اس بارے میں مصنفین کی خدمت میں گذارش ہے کہ کتاب عام فہم اور سادے الفاظ میں ہو، مجلّد ہو تاکہ جلدی ضائع نہ ہو۔ مختصر ابواب پر مشتمل ہو، جاذب نظر ہو اور قیمت والی ہو۔ اس کے علاوہ ضخامت اور لمبائی چوڑائی اتنی ہو کہ آسانی سے اپنے ساتھ پھرائی جا سکے۔ اگر مواد زیادہ ہو تو ایک سے زیادہ جلدوں میں تقسیم کرنا چاہیئے۔

دوسری طرف دشمن عناصر کی طرف سے ایسی کتابیں شائع ہوتی ہیں کہ مختصر، خوبصورت، مجلّد اور نہایت کم قیمت کی ہوتی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات وہ بالکل مفت تقسیم کرتے ہیں۔ باطل اور بے بنیاد عقائد والے لوگوں میں ایثار کا جذبہ تو موجود ہے۔ لیکن حق اور بنیادی عقائد والے لوگ علم برائے علم نہیں بلکہ علم برائے شکم پروری استعمال کرتے ہیں اسی سلسلے میں سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

عالم کہ کامرانی و تن پروری کُند
او خویشتن گم است کہ را رہبری کُند

سیمینار و نمائش:۔ دُنیا بھر میں سیمینار اور نمائش ہوتی ہیں۔ کبھی صحت پر کبھی صنعتی نمائش اور کبھی یوم فضائیہ پر جہازوں کی نمائش، [illegible] کی نمائش

تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دیتی ہے جس کی رپورٹ اکثر لوگ بھول جاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح کتابوں میں بھی دو نمبر مال آگیا ہے۔ ریسرچ کی آڑ میں دینِ اسلام کو نقصان پہنچانے کا سلسلہ جاری ہے اور دشمنانِ اسلام قرآن و حدیث کے معانی اپنی مرضی اور اپنے مطلب کے مطابق کر کے نئی کتاب چھاپتے ہیں جس کے متعلق ایک شاعر نے فرمایا ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

ایسی کتابیں ایمان کی تقویت کا باعث نہیں بنتی بلکہ ایمان کو کمزور بناتی ہیں اور عقائد خراب کرتی ہیں۔ علمائے کرام نئی نسل کے جوانوں کو ایسی کتابوں کے پڑھنے سے روکتے ہیں تاکہ خراب نہ ہو جائیں۔ نتیجتاً وہ صحیح اور غلط کتاب میں فرق نہیں کر سکتے۔ اور ڈر کے مارے صحیح کتاب کو بھی ہاتھ نہیں لگاتے۔ جو لوگ مطالعے سے پہلے بھی گریز کرتے تھے ان کے لئے بہانہ بن گیا ہے۔ کہ کون سی کتاب پڑھیں۔ سب عقائد کو خراب کرتی ہیں اس لئے نہ پڑھنا بہتر ہے اس سلسلے میں ذمہ دار حضرات سے اصلاح کی اپیل کی جاتی ہے

مہنگی کتابیں :- اکثر مصنفین اور مؤلفین تجارتی بنیادوں پر یا شہرت کی خاطر کتابیں لکھتے ہیں۔ جن کی قیمت اتنی زیادہ رکھتے ہیں کہ قوتِ خرید سے باہر ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں بس صرف اتنا ہوا کہ اُس کا علم دل و دماغ سے کتاب میں منتقل ہو گیا جس طرح پہلے خفیہ تھا اُسی طرح اب بھی ہے۔ کیونکہ زیادہ قیمت کی وجہ سے کتاب خریدی نہیں جاتی اور علم منجمد پڑا رہا۔

منالیتے ہیں لیکن اسلامی کتابوں کی نمائش بطور تعارف اور سیمینار کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔

کیونکہ اسلامی وضع قطع، لباس، اسلامی کتابوں میں دلچسپی لینا اور پڑھنا وغیرہ کو تو قدامت پسندی کا نام دیا گیا ہے۔ اور ان چیزوں کا نام لینا جرم ہے۔ اس کی جگہ کمپیوٹر، فیکس اور پاک ٹیل کی رٹ کیوں نہ لگائی جائے۔ کیونکہ آج کل سٹیٹس تو ان چیزوں میں ہے کتاب میں تو نہیں ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا جذبہ ہے تو پھر اسلامی کتابوں کا کم از کم سال میں ایک دفعہ نمائش اور سیمینار بڑی عزت و توقیر کے ساتھ منائی جائے۔ جس میں دانشور طبقہ کتابوں پر روشنی ڈالے۔ مطالعے کی طرف رجحان پیدا کرنے پر آمادگی پیدا کی جائے اور اس کے ثمرات سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔ ایسی تجاویز پیش کی جائیں کہ اسلامی عقائد و اقدار کو دوام بخشا جائے ایسی سیمیناروں میں علماء و فضلاء کے درجات کو اجاگر کیا جائے تاکہ علماء محسوس کریں کہ ان کی عزت علم کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ ایسی صورت میں نئی نسل کا شوق مطالعہ تیز سے تیز تر ہوگا ان تمام نتائج کو حاصل کرنے کے لئے بڑوں کی سرپرستی ضروری ہے اور ملک میں امن یقینی ہو، مہنگائی اور دیگر عوام دشمن اقدامات سے ملک پاک ہو۔ فضاء کی تطہیر ضروری ہے۔ علم اور کتاب عزت کا باعث ہو۔ دانشور، عالم اور قائدین ملت واجب الاحترام ہوں۔ انسان کی قیمت کا تعین تقویٰ اور عمل صالح پر ہو۔ زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کے اصول کارفرما ہوں اور یہی دین و دنیا کے سکون کے ضامن ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

گذشتہ سے پیوستہ

صوفی مشتاق احمد ایم اے

قرآن میں نباتات و فواکہ

"اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ" اللہ جل جلالہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ دُنیاوی حسن و جمال کو اگر مرصع اور مسجع الفاظ کا لبادہ پہنا دیا جائے تو شاید انسان اس کی خاکہ کشی کا حق ادا کر سکے۔ لیکن خالق عزّ و جل کے حسن و جمال کی تصویر کشی سے انسانی فکر عاجز و درماندہ ہے۔

حسین و جمیل خُدا کی حسین و جمیل کائنات اتنی وسیع، وقیع اور وجیہہ ہے کہ اُس کی وسعت، وقعت اور وجاہت کا کماحقّہٗ بیان انسانی بس کی بات نہیں ہے خود خالقِ کائنات نے انسان کی بے بضاعتی پر ان الفاظ میں مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا یعنی اے انسان اگر تم اللہ جلّ جلالہٗ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو تم ان کو کماحقّہٗ نہ گِن سکو گے۔ اس مضمون پر چند آیاتِ کریمہ کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے جن کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ کائنات میں بکھری ہوئی مخفی اور آشکار انعمتوں کو سمجھنے کے لئے انسانی فہم و بصیرت کس قدر محدود اور کم تر ہے۔

(۱) پ ۱۳ : سورۂ ابراہیم رکوع ۵ (۲) پ ۱۴ : سورۂ النحل رکوع : ۲

(۳) پ ۱۶ : سورۂ الکھف : رکوع ۱۱ (۴) پ ۲۱ : سورۂ لقمان : رکوع ۱

کائنات ارض و سماوات کے حسن و جمال کی اتنی جہتیں ہیں کہ ان کا

حساب لگانا مشکل ہے۔ ہر جہت کے ان گنت زاویے ہیں ہر زاویے کی وسعت وگہرائی کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ ہاں اگر اللہ پاک چاہے تو کسی بھی انسان کو جتنا علم اس کی مرضی چاہے عنایت کرے۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔" وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (پ ۳: سورہ بقرہ: رکوع ۳۴)

اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے۔ مگر جتنا وہ چاہے (انسان کو علم کی دولت عنایت کرے)۔ بایں ہمہ فکرِ انسانی کی بلند پروازی ایک ایسے مقام پر پہنچ کر بے بس ہو جاتی ہے جہاں پر اُس کی نارسائی حیرت و استعجاب کے سانچے میں ڈھل کر مسرت و انبساط کا رُوپ دھار لیتی ہے اور ربِّ مہربان کی صناعی اور کاریگری کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے یُوں گویا ہوتی ہے۔ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ یعنی بہت بابرکت ذات ہے اللہ جل جلالہٗ کیونکہ وہ حسین ترین تخلیق کرنے والا ہے،، قرآن پاک میں نباتات وفواکہہ کے سلسلے میں یہ ایک تمہید ہے مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ قرآنِ حکیم میں نہ صرف عام نباتات وفواکہہ کا ذکر ہے بلکہ خاص نباتات وفواکہہ کا بیان بھی ہے جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ خالقِ اکبر نے انسان، چوپاؤں، چرندوں، پرندوں، درندوں، حشرات اور زیرِ سطح سمندر کی مخلوق کی خوراک اور طعام کے لئے تنوّع اور نُدرت کے اعتبار سے ان گنت نعمتیں پیدا کی ہیں اس سے پہلی قسط میں من وسلویٰ کا بیان قدرے وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ بتانا یہ مقصود تھا کہ کس طرح رب العزت نے لق ودق صحرا میں بنی اسرائیل کے لئے کھانے اور پینے کا انتہائی معقول انتظام کیا لیکن بنی اسرائیل نے ناسپاس گزاری کرتے ہوئے کفرانِ نعمت کا رویّہ اختیار کیا۔ اور من وسلویٰ جیسے آسمانی

انعامات کے بدلے میں نسبتاً گھٹیا قسم کی زمینی ماکولات کے حصول کی تمنّا کا اظہار کیا۔ اس ضمن میں ملاحظہ کیجیے پارہ اوّل سورۂ بقرہ کا رکوع ۷

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ..... ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝

(ترجمہ) (اے قوم بنی اسرائیل) اُس وقت کو یاد کرو۔ جب تُم نے موسیٰ علیہ السلام سے التجاء کی کہ اے اللہ کے پیارے رسول ہم تو ایک کھانے پر اکتفاء نہیں کر سکتے۔ آپ پروردگار عالم سے دُعا کیجئے کہ وہ ہمارے لئے اُن چیزوں کا بندوبست کریں جو زمین سے اُگتی ہیں: مثلاً (قسما قسم کی) ترکاریاں (یعنی سبزیاں از قسم ساگ وغیرہ، ککڑی (از قسم کھیرا وغیرہ) گیہوں، مسور، پیاز وغیرہ وغیرہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی باتیں سُن کر جواب دیا۔ (اے ناشکر گذارو) کیا تم بہتر چیزوں کے بدلے گھٹیا چیزیں چاہتے ہو۔ (حیف ہے تم پر۔ اچھّا اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو) قریب ہی کسی شہر میں اُتر پڑو۔ یہ چیزیں جن کا تم تقاضا کرتے ہو تمہیں شہر ہی میں سے مل سکتی ہیں۔ چنانچہ اس کُفران نعمت کے بدلے میں اُن پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے قہر و غضب کی زد میں آگئے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشادات گرامی کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ (ان کی سرکشی اور بغاوت اس حد تک زیادہ ہو گئی تھی) کہ وہ پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ مسلسل نافرمانی کا ارتکاب کرتے تھے۔ ان کی نافرمانی اور سرکشی اکثر اعتدال کی حد سے بڑھ بڑھ جاتی تھی۔

اللہ جل جلالہ نے ... کے لئے جنت ... سے بناہ انعامات

دلنوازشات کا تذکرہ کرتے ہوئے خصوصی قسم کے میوہ جات اور آسائشوں کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے۔ "وَاِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ...... لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ہ (پ ۲۷ ۔ سورۃ الواقعہ رکوع ۱) جب قیامت کا دن واقع ہوگا (یاد رکھو) اس دن کے واقع ہونے میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں ہے یہ دن لوگوں کے درمیان فرق مراتب کو ظاہر کرے گا۔ (قیامت کے دن) بعضوں کو نیچا (پست اور گھٹیا) کر دکھائے گا بعضوں کے درجات بلند کرے گا۔ قیامت اُس دن واقع ہوگی جب زمین بڑے زور سے ہلنے لگے گی۔ پہاڑ باہم دِگر ٹکرا کر ایسے ریزہ ریزہ ہو جائیں جیسے پراگندہ غبار فضاءِ بسیط میں اڑ رہا ہو۔ اُس وقت اے انسانو! تم بھی تین قسموں میں بٹ جاؤ گے۔ ایک تو دائیں ہاتھ والا گروہ ہوگا۔ اس گروہ (کی خوش بختی) کا کیا کہنا۔ ایک طبقہ بائیں ہاتھ والے گروہ کا ہوگا۔ یہ (بدنصیب) گروہ کیا ہی بُرا ہوگا۔ تیسرے طبقہ کے لوگ جو سب سے آگے بٹھائے جائیں گے۔ یہ آگے بٹھائے جانے کے قابل ہوں گے یہی لوگ بارگاہِ خداوندی کے مقرب ہونگے (یعنی اللہ جل جلالہٗ کے بہت نزدیک ہوں گے) انہیں بہشت بریں کے آرام و آسائش والے باغوں میں جگہ دی جائے گی۔ مقربین کے اس گروہ میں زیادہ تر وہ لوگ ہوں گے جو اسلام کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ (یعنی صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) اور تھوڑے لوگ وہ ہوں گے جو اسلام کے آخری زمانے سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ اللہ جل جلالہٗ کے یہ مقربین بہشتِ بریں میں ہیرے جواہرات اور لعل و یاقوت سے مزین مسندوں پہ گاؤ تکیہ لگائے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے آس پاس خدمت پر

فواکہہ ۵

مامور لڑکے دست بستہ پھر رہے ہوں گے۔ (وہ ایسے لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ قدّ و قامت اور سن و سال کے لحاظ سے ایک ہی طرح کے ہوں گے۔) ان کے ہاتھوں میں کوزے اور آفتابے ہوں گے۔ یہ لڑکے مقربین بارگاہِ ایزدی کے لئے ستھری اور صاف و شفاف شراب کے چھلکتے جام لاتے لے جاتے ہوں گے۔ اس شراب کے پینے سے نہ تو سر گردانی ہوگی اور نہ ہی بہشتی شراب کی خالص لذّت و سرور کی وجہ سے دنیاوی شراب کی طرح ہوش و حواس مختل ہوں گے۔ مزید برآں اللہ کے ان مہمانوں کو جس وقت جس قسم کا میوہ کھانے کو جی چاہے گا۔ اور جس قسم کا گوشت مرغوب ہوگا بغیر کسی محنت اور تعب کے انہیں مل جایا کرے گا۔ تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ جنتی کو جس پرندے کے گوشت کھانے کی چاہت ہوگی۔ وہ پرندہ بحکم خدا اڑتا ہوا سامنے آجائے گا۔ جنتی اس پرندے میں سے حسبِ ضرورت گوشت کاٹ کر کھا جائے گا۔ پھر وہ اڑ جائے گا۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ مقربین بارگاہ رب العزت کی خدمت گزاری اور دلداری کے لئے بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی ان کی نزاکت اور لفاست کی مثال یوں ہوگی جیسے موتی صدف کے اندر چھپا ہوا ہوتا ہے۔ کسی ہاتھ نے انہیں چھوا تک نہیں ہوگا۔ انسان تو کجا دھوپ اور ہوا بھی قریب سے نہ گزری ہوگی۔ یہ حوریں جب مسکرائیں گی تو جنّت میں نور کی کرنیں چمک اٹھیں گی۔ جب وہ محوِ خرام ہوں گی تو ان کے زیورات کی جھنجھناہٹ سے تقدیس و تمجید کی آوازیں آئیں گی۔ گردنوں میں پہنے ہوئے یاقوتی ہار ان کے ملکوتی حسن کی وجہ سے تبسم کناں ہوں گے۔ یہ صلہ ہوگا ان اعمالِ صالحہ کا جو اللہ کے نیک بندوں نے دنیا میں ارشاد خداوندی کے مطابق اور اطاعت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے

فواکہہ ۶

طور پر کیئے ہوں گے. جنتی فردوس بریں میں کوئی لغو اور واہیات بات اور نہ ہی کوئی خلافِ تہذیب بہتان طرازی سنیں گے۔ بس ہر طرف سلام سلام کی آوازیں آئیں گی یعنی جنتی ایک دوسرے کو اور فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے۔ سلام کی یہ کثرت اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس مقام پر آفات و مصائب نام کی کوئی چیز نہیں۔ ایک گونہ چین ہوگا۔ عیش و نشاط کی مجلسیں ہوں گی. اور مسرت و انبساط کے زمزمے ہوں گے۔ جنّت میں ایک طبقہ اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والا ہوگا۔ یہ دائیں طرف والا گروہ کیا ہی خوب ہوگا. اس گروہ کے لوگ (اللہ کے حضور) معزز و محترم ہوں گے۔ ان کے لئے بے کانٹوں کی بیری کے درخت ہوں گے۔ (جن سے بغیر کسی تردد اور تکلف کے حسبِ خواہش کھائیں گے) کیلوں کے درخت جڑ سے چوٹی تک گچھوں سے لدے ہوں گے۔ بہشت بریں کے پُر سرور و پُر طرب ماحول میں لمبے، خوشگوار اور معتدل سائے ہوں گے۔ جگہ جگہ ہمیشہ جاری رہنے والے پانی کے جھرنے ہوں گے۔ متنوع اور با افراط میوے ہوں گے جو انہیں بارہ مہینے (بلا ناغہ) بے روک ٹوک ملا کریں گے۔ اونچے اونچے (مرصع اور مسجع) بچھونوں پر مزے کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے. (ان کو حوریں بھی ملیں گی) یہ حوریں ہم نے ان کے لئے یک دم بنا کھڑی کیں. یہ حوریں کنواریاں ہوں گی جن کے اندازِ تکلم اور ادائے دلبرانہ پر) بے ساختہ پیار آئے۔ یہ داہنے ہاتھ والے جنتیوں کی ہم عُمر ہوں گی۔ ان جنتیوں میں پہلے زمانے کے لوگ کثرت سے ہوں گے اور پچھلے زمانے کے لوگ بھی کثرت سے ہوں گے۔

(نوٹ) اس مضمون کی تیاری کے سلسلے میں لغوی معنوں کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر مختلف تفاسیر کی مدد سے تشریحی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ (جاری ہے)

جذام

ڈاکٹر محمد انعام قادری سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

تعارف:۔ یہ بیماری عام دیکھنے میں نہیں آتی۔ مگر اس کے بے شمار مریض پائے جاتے ہیں۔ خاص کر چہرے کی بناوٹ اور جسم کی ٹوٹ کی وجہ سے آسانی سے پہچانی جاتی ہے۔

ساری دنیا میں جذام کے تقریباً تین کروڑ مریض موجود ہیں۔ جن میں سے زیادہ تر براعظم ایشیاء میں اور ایشیاء میں سب سے زیادہ بھارت میں مریضوں کی تعداد ہے۔ بھارت کے بعد ایشیاء میں سب سے زیادہ مریض پاکستان میں پائے جاتے ہیں۔ براعظم ایشیاء کے بعد براعظم افریقہ میں جذام کے مریض خاصی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

جذام جب شروع میں تشخیص ہُوا تو سب سے زیادہ مریض یورپ میں تھے۔ مگر بہتر صحت کے اصُول اور مریض کی نگہداشت کی وجہ سے یورپ میں جذام کے سب سے کم مریض دیکھنے میں آتے ہیں۔ جاپان میں جذام کے خاصے مریض ہو گئے تھے۔ دوسرے صحت مند لوگوں کی حفاظت کی خاطر ان مریضوں کو ایک الگ جزیرے میں محصور رکھا گیا اور اب ۴۰ سال کے بعد اُن کو ایک پل کے ذریعے صحت مند آبادی میں آنے کی اجازت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاپان میں جذام کے بہت کم مریض پائے جاتے ہیں۔

پاکستان اکتیس ہزار جذام کے مریض رجسٹرڈ ہیں جن میں سے ۶۲ فیصد

صرف کراچی تحصیل میں ہیں۔

صوبہ سرحد میں آٹھ ہزار رجسٹرڈ مریض ہیں جو کہ زیادہ تر سوات جیسے سرد علاقے اور شمالی علاقوں میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں اس وقت بھی پندرہ سو مریض زیرِ علاج ہیں۔ گذشتہ سال سرحد میں ۵۲ نئے مریض رجسٹرڈ کئے گئے۔

امریکہ کے وہ سپاہی جو جنگِ عظیم دوئم میں جاپان میں لڑ رہے تھے واپس جانے کے چالیس سال جذام کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ معلوم ہوا کہ یہ مرض چالیس سال بعد تک مریض پر حملہ کر سکتا ہے۔

باقی جراثیموں کے مخالف جذام کے جراثیم مصنوعی طریقے افزائش نہیں پاتے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جراثیم کی افزائش کے لئے مناسب درجہ حرارت ۳۲ سینٹی گریڈ ہے۔

علامات:۔ ٹیڑھے ہاتھ، پچکی ناک اور شیر جیسا چہرہ اس بیماری کی پہچان ہے۔ شروع کے دنوں میں ناک سے پانی آنا۔ ناک بند ہونا۔ گلے میں سوزش ہونا۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ ناک ٹیڑھی ہونا۔ جسم پر سفید یا سرخ دانے رونما ہونا۔ جلد خشک ہونا۔ جسم پر بال کم ہونا، چھونے کی حس نہ ہونا، درد محسوس نہ ہونا وغیرہ عام ہے۔

اُن جگہوں پر جہاں ہڈی کے اوپر سے وریدوں، ناریں جلد کے بہت قریب ہوتی ہیں جیسا کہ گھٹنے کے ساتھ تو یہ تاریں سخت موٹی ہو جاتی ہیں اور ہاتھ لگنے سے بہت درد کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے اِرد گرد کا گوشت سکڑ جاتا ہے اور بیمار کمزور نظر آتا ہے۔

جذام کی بیماری میں ناخن بالکل متاثر نہیں ہوتے۔ اگر چہرے پر سفید داغ ہوں تو باقی جسم کے برعکس چہرے کے داغوں میں چھونے کی حس باقی رہتی ہے جبکہ جسم پر نہیں رہتی۔ اس بیماری سے آنکھیں سُرخ یا بینائی کمزور بھی ہو سکتی ہے۔ یا آنکھوں میں زخم (ULCER) بھی بن سکتے ہیں۔ بعض اوقات بالکل بینائی ختم بھی ہو سکتی ہے۔

کان کے پردے کو اس بیماری سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ زیادہ تر اس بیماری کی پیچیدگی گردے کی خرابی اور جگر کی سوزش کے طور پر سامنے آتی ہے۔

احتیاطی تدابیر:۔ ابھی تک جذام سے بچاؤ کے کوئی ٹیکے نہیں ہیں صفائی کا خیال کرنا۔ صاف ستھرے ماحول میں رہنا۔ بعض صورتوں میں جذام کے بیمار کو صحت مند لوگوں سے الگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بیماری بعض اوقات ایک شخص سے دوسرے کو چھونے سے بھی لگ سکتی ہے۔ عام تاثر یہ ہے کہ جب دوائی شروع کی جائے تو ایک ماہ بعد مریض کو صحت مند لوگوں سے ملنے کی اجازت ہے۔

علاج:۔ چھ ماہ سے دو سال یا بعض حالتوں میں پانچ سال تک دوائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

آج کل کچھ نئی دواؤں پر تحقیق ہو رہی ہے۔ جس کی بدولت علاج صرف ایک ماہ کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نسل انسانی کو عام طور پر اور مسلمانوں کو خاص طور پر ہر قسم

14 (a)-13 مع الطب فی القرآن الکریم ص ۸۷ ایضاً دیکھئے حوالہ نمبر

(15) اعجاز القرآن (خطیب) 72:1

(16) عنکبوت 29: 50

(17) Encyclopeadia Britamnica "Miraete"

مع الطب فی القرآن الکریم ص۔ 87 ایضاً دیکھئے حوالہ نمبر 13-(a)

مراجع ومصادر Bibliogroply

عربی واردو کتب

(1) قرآن کریم (2) تفسیر ماجدی (انگریزی) عبدالماجد دریاآبادی مطبع کراچی طبعہ اول 1991 (3) تیسر الکریم الرحمان فی تفسیر کلام المنان عبدالرحمان بن ناصر السعدی البعوث العلمیہ ریاض 1404 ھ (4) الجواہر فی تفسیر القرآن شیخ طنطاوی الجوہری مصطفی البابی الحلی مصر 1351 ھ

(5) الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی) مطبعہ داز الکتب المصریہ قاہرہ طبعہ دوم 1952 ء (6) مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) امام الفخر الرازی مکتبہ عبدالرحمان محمد الجامع الازہر قاہرہ طبقہ سوم (7) اعجاز القرآن العلمی پی ایچ ڈی مقالہ ڈاکٹر نثار محمد شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی 1994 ۔ (8) اعجاز القرآن عبدالکریم الخطیب دار الفکر العربی مصر طبع اول 1964 ۔ (9) مع الطب فی القرآن پی ایچ ڈی مقالہ جامعتہ الازہر مصر (10) الطب معراب الایمان (جزئین) دکتور خالص جلبی کنجو موستہ الرسالہ بیروت (11) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا یونیورسٹی آف شکاگو 1988

(12) An introduction to Embryology, B.I. Bailansky
5th Edition Hott sounders New york
(13) Comparative aspects of the Hormonal function in the

(باقی صـــ پر ملاحظہ فرمائیں)

قرآنی آیت (فی ظلمت ثلاث) جدید طب کے تناظر میں

ڈاکٹر نثار محمد ناصر
لیکچرر اسلامک سٹڈیز
پی ایچ ڈی اسلامیات پشاور یونیورسٹی
خیبر میڈیکل کالج پشاور

دینی امور کے بارے میں قرآن کریم کے احکامات اتنے واضح اور صریح ہیں کہ اس کے سمجھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ مگر طبیعی علوم (Natural Sciences) کے بارے میں قرآن کریم اس انداز سے بحث کرتا ہے کہ ہر دور کے اہل علم (سائنسدان) قرآن کے خطاب کو اپنی طرف منسوب سمجھتے ہیں گویا قرآن کریم طبیعی علوم سے جب بحث کرتا ہے تو اس انداز سے کرتا ہے کہ ہر زمانے کے مختلف علوم کے ماہرین ان آیات کو یہ کو جدید سے جدید تر انکشافات کے مطابق پاتے ہیں۔ اور یہی قرآن کریم کا اعجاز بلاغی ہے اور بلاغت کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

اما البلاغتہ فھی تادیتہ المعنی الجلیل واضحاً بعبادۃ صحیحتہ لھافی النفس اثر خلاب مع ملائمہ کل کلام الموطن الذی یقال فیہ والا شخاص الذین یخاطبون(۱)

ترجمہ: بلاغت سے مراد ایک بہت بڑے معنی کو ایک واضح صحیح اور فصیح انداز میں بیان کرنا ہے جس کا نفس پر اثر ہو اور وہ کلام اس مقام کے عین مطابق ہو جس میں یہ کلام کیا گیا ہو اور ان لوگوں کے مناسب ہو جن کو مخاطب کیا گیا ہے۔ درج بالا تعریف کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب کوئی طبیعی علوم سے متعلق آیات بینات کو دیکھتا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ طبیعی علوم سے متعلق یہ آیات اس قدر حقیقت پر مبنی ہیں کہ جدید سے ...ید تر انکشافات اس میں کھپ سکتے ہیں کیونکہ علم جس حد تک ترقی کرتا جائے گا۔ قرآنی ت نا ... وشن تر ہوتی جائیں گی۔ 16 ویں صدی میں جب سائنسی ترقی کے بدولت طبعی علوم

(Medical Sciences) میں بھی نئے نئے انکشافات ہوتے تو تخلیق انسان کے بارے میں نت نئی معلومات کا پتہ چلا جن کی بدولت علم الاجنہ (Human Embryology) سے متعلق قرآنی آیات کو سمجھنے میں کافی مدد ملی اور یوں قرآن کے اعجاز کا ایک نیا پہلو ابھر کر سامنے آیا۔ تخلیق انسان سے متعلق ان آیات میں سے ایک ایت میں اللہ نے تین اندھیروں کا بطور خاص ذکر کیا ہے ارشاد ربانی ہے

یخلقکم فی بطون آمھتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمت ثلاث (2)

ترجمہ۔ وہ اللہ تم کو ماں کے پیٹ میں ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت میں تین اندھیروں میں بناتا ہے

تقریبا تمام مفسرین قرآن نے تین اندھیروں سے درج ذیل تین اعضا کی ظلمتیں مراد لی ہیں

(1) ظلمتہ البطن ----- پیٹ کا اندھیرا

(2) ظلمتہ الرحم --- رحم کا اندھیرا

(3) ظلمتہ المشیمتہ ---- آنول کا اندھیرا

ان مفسرین کا کہنا ہے کہ پیٹ کی موٹی تہہ ایک ظلمہ (اندھیرا) ہے پھر پیٹ کے اندر رحم ہوتا ہے یہ دوسری ظلمہ ہے اور رحم کے اندر میشمہ (آنول) ہے یہ تیسری ظلمہ ہے (3)

جدید تحقیقات کی روشنی میں راقم کے خیال میں ظلمتہ البطن (پیٹ کا اندھیرا) اس ریت کی صحیح ترجمانی نہیں کرتی۔ کیونکہ قرآن کریم نے فی بطون کا لفظ استعمال کیا ہے۔ گویا یہ تینوں تاریکی کے پردے پیٹ کے اندر ہونے چاہئیں بذات خود پیٹ کا پردہ اس میں شامل نہیں ہے۔ (4) جہاں تک ظلمتہ المشیمتہ (آنول کا پردہ) کا تعلق ہے تو جنین (Embryo) سرے سے آنول (Placenta) میں لپٹا ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ رحم میں ایک الگ تھیلا ہوتا ہے جس سے جنین (Embryo) اپنے لئے خوراک اور اکسیجن حاصل کرتا ہے (5) 19 ویں صدی میں جب جدید سائنسی تحقیقات نے قرآن حکیم کے آیات کونیہ کے بارے میں سربستہ رازوں کو افشاں کیا تو علم الجنین (Embryology) کے بارے میں بھی نئے نئے انکشافات ہوتے اور یوں قرآنی ایت فی ظلمت ثلاث کی صحیح توضیح ممکن ہو سکی اور منکرین خدا بھی پکار

اٹھے۔ ذالک الکتاب ریب فیہ (6) یعنی:۔ یہ وہ عظمت والی کلام الٰہی ہے کہ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں

رحم مادر میں بلاسٹوسٹ (Blasto cyst) کے خلئے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں ایک کو طبقۃ الخارجیہ من الخلایا (Outer Cell Mass) کہا جاتا ہے اور دوسرے کو طبقۃ الداخلیہ (Inner Cell Mass) کا جو حصہ جنین (Embryo) کی طرف ہوتا ہے اس پر خلیوں کا ایک تہہ بن جاتا ہے جس کو مشتقات الطبقۃ الداخلیہ (انڈوڈرم) Endo Derm کہا جاتا ہے اور یہی جنین کے گرد بننے والا پہلا پردہ (Layer) ہوتا ہے طبقۃ الداخلیہ (Inner cell mass) کی باقی ماندہ خلئے ایک اور سطح بنالیتے ہیں جس کو مشتقات الطبقۃ الخارجیہ (ایکٹوڈرم (Ecto Derm کہا جاتا ہے یہ ایکٹوڈرم جنین کے گرد بننے والا دوسرا پردہ (layer) ہوتا ہے جنین کے گرد بننے والے ان دونوں پردوں (Layers) کے بالکل درمیان میں ایک اور پردہ بننا شروع ہو جاتا ہے جسکو مشتقات الطبقۃ الوسطیہ (میزوڈرم) Meso Derm کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے اور یوں جنین (Embryo) کے گرد یہ آخری اور تیسرا پردہ مکمل ہو جاتا ہے (7) ان تین پردوں (Layers) یعنی انڈوڈرم ایکٹوڈرم اور میزوڈرم کو مجموعی طور پر علم الاجنۃ (Embryology) کی اصطلاح میں امبریونک ڈسک (Embryonicdise) کہا جاتا ہے اور عام طور پر تین تخلیقی پردوں (Three Germinal Layers) کے نام سے پہچانے جاتے ہیں (8) عصر حاضر کے بعض مسلمان ڈاکٹر فی ظلمت ثلاث) ان تین تخلیقی پردوں (Three Germinal Layers) کی بجائے درج ذیل تین پردے مراد لیتے ہیں

(1) الغشاء السلی (Amniotic Membrane)

کیسہ جنین کی انتہائی اندرونی جھلی (Inner most Membrane) کو الغشاء السلی (امنیوٹک ممبرین Amniotic Membrane) کہا جاتا ہے یہ ہر وقت شفاف پانی سے بھرا رہتا ہے جس کو امنیوٹک فلیوڈ (Amniotic fluid) کہتے ہیں اسی پانی میں جنین مچھلی کی طرح تیرتا رہتا ہے اسکی مقدار

تیس ملی لیٹر سے لیکر ایک ہزار ملی لیٹر تک ہوتی ہے اور یہ پانی بچے کے تیز تر نشو ونما میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے (9) اس پانی (Amniotic fluid) کے درج ذیل فوائد ہیں یہ پانی باہر سے پڑنے والے دباؤ سے جنین کو بچاتا ہے 2- اس پانی کی وجہ سے رحم میں بچہ آسانی سے حرکت کرتا رہتا ہے 3- اس پانی میں سے جنین اپنے لئے غذا حاصل کرتا ہے 4- یہ پانی رحم میں بچے کو معتدل درجہ حرارت فراہم کرتی ہے 5- اس پانی کی وجہ سے وائرس بیکٹریا یا مائکروب وغیرہ رحم میں بچے تک نہیں پہنچ سکے (10)

الغشاء الکوریونی (Chorionic Membrane)

یہ پردہ اس وقت وجود میں آتا ہے۔ جب جنین جدار رحم کے ساتھ چپک جاتا ہے اس وقت جنین کے خلئے دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں اندرونی خلیوں کو سن سیٹو ٹروفو بلاسٹ (Syncito Tropho Blast) کہا جاتا ہے جب کے بیرونی خلیے کوریونک ممبرین (Chorionic Memberane) میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور یوں پہلے پردے امنیوٹک ممبرین (Amniotic Membrane) کے اوپر یہ دوسرا پردہ بن جاتا ہے اور اب جنین (Embryo) دو پردوں (ظلمتوں) میں اپنی تخلیق کے مراحل طے کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ پردہ بھی جنین کے لئے غذائی مواد بہم پہنچاتا ہے اور عمل تنفس اور فاضل مواد کو ماں کے خون میں منتقل کرنے میں مدد کرتا ہے (11)

(3) الغشاء الساقط (Decidua Membrane)

رحم مادر میں جنین کے ارد گرد یہ تیسرا اور آخری پردہ ہوتا ہے جو رحم میں جنین کو ہر طرف سے احاطہ کیے ہوتے ہوتا ہے یہ پردہ رحم کے اندرونی طرف جدار رحم کی طرف ہوتا ہے (12)

جدید تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ یہ تیسرا پردہ الغشاء الساقط بھی مزید تین حصوں میں منقسم ہے

(1) الغشاء الساقط القاعدی (Decidua Basalis)

(2) الغشاء المعفظی (Deciuoa Capsularis)

(3) الغشاء الساقط الجداری (Decidua Parietalis)

جدید طبی تحقیقات سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ایمونک ممبرین اور کورو یونک ممبرین کو جنین (Embryo) کے نشوونما میں حصہ لیتے ہیں لیکن الغشاء الساقط (Decidua Membrane) رحم مادر میں موجود بچے کی نشوونما میں کوئی خاص حصہ نہیں لیتے اسی بنا۔ پر اسے الغشاء الساقط کہا جاتا ہے (13)
اگرچہ مفسرین قرآن اس تیسرے پردے کی بجائے رحم کے اندر مشیمہ (Placenta) کو تیسرا پردہ شمار کرتے ہیں جسکو ظلمتہ المشیمہ کا نام دیا گیا ہے لیکن جدید تحقیقات اس کی نفی کرتے ہیں در حقیقت مشیمہ (Placenta) حبل السرۃ (UMBALICAL CARD) کے ذریعے رحم سے جڑا ہوا ہوتا ہے اور جنین صرف اس سے اپنے لئے خوراک وغیرہ حاصل کرتا ہے لیکن جنین خود اس مشیمہ (Placenta) میں لپٹا ہوا نہیں ہوتا اور بچے کی پیدائش کے بعد یہ پلے سنٹا خود بخود باہر نکل آتا ہے (14) قرآنی کریم ایک معجز کلام الہی ہے اور ہر زمانے میں اس کتاب کے اعجاز کے نئے نئے پہلو ابھر کر سامنے آتے رہے ہیں اور اس کے اعجاز کے مختلف پہلوؤں پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں 18 ویں صدی میں جب سائنسی ایجادات واختراعات نے انسانی ذہن کو متاثر کرنا شروع کردیا تو قرآن کے سائنسی اعجاز کا ایک نیا پہلو ابھر کر سامنے آیا اور سائنس کے مختلف شاخوں کے حوالے سے قرآن کریم کے اعجاز پر باقاعدہ کتابیں لکھی جانے لگی ۔نبی کریم سے قبل جتنے بھی انبیاء۔ورسل گزرے ہیں انکے اکثر معجزات حسی ہوا کرتے تھے نبی اسرائیل کے تمام پیغمبروں کو حسی معجزات عطا کئے گئے تھے لیکن نبی کریم کو حسی معجزات کے ساتھ ساتھ ایک ایسا عقلی معجزہ عطا کیا گیا تھا جس کا اعجاز ابد تک جاری وساری رہے گا اور یہ عقلی معجزہ قرآن کریم ہے (15) جب مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم سے حسی معجزات کا مطالبہ کیا تو انکے اس مطالبے کے جواب میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

اولم یکفھو انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم (16)

ترجمہ:کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر ایک کتاب نازل کی ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے ۔یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم بھی قرآن کریم کو تمام معجزات سے بڑھ کر ایک ناقابل

تسخ معجزہ سمجھتے ہیں (17)

حواشی

(1) البلاغۃ الواضحۃ ص، 8

(2) الزمر 6:39

(3) تفسیر الطبری 125:23 تفسیر الکبیر 245:26 تفسیر القرطبی 236:15 تفسیر کلام المنان 6 :450 تفسیر الجواہر 153:9 تفسیر ماجدی 24:4

(4) اعجاز القرآن العلمی پی ایچ ڈی مقالہ ڈاکٹر نثار محمد ص، 604

(5) An introduction to Embryology PP: 105,106, 608

(6) البقرہ 2:2

(7)(a) Review of medical embryology P:62

(b) Gray's Anatomy P:142

(c) Clinical embryology P:25

(8) Medical embryology PP:38-40, 60-65

(9) Immunolgy of Human Reproduction PP. 33-44

(10) The Human development P:125

(11) دیکھئے حوالہ نمبر 7 - (b) ص 145:

(12) (a) ایضاً ص 149

(b) ایضاً حوالہ نمبر 7-(a)

(13) (a) The developing Human P: 81

(b) Biologic principles of growth PP:1-9

استفتاء مع الجواب

علامہ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب نقشبندی، مجددی گلوزوی

علماءِ دین حضرات سے استدعا ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ میں حکم شرعی سے آگاہ فرمادیں۔

سوال :۔ انگوٹھی کا استعمال جائز ہے کہ نہیں اگر جائز ہے تو کس قسم کی انگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے؟ بیّنوا توجروا

مرسلہ :۔ چار گل موضع دلہ زاک تحصیل وضلع پشاور ۸/۲۰/۹۵

الجواب هوالموفق الصواب

تفسیر روح البیان میں ہے۔ قال فی کشف الاسرار ملک سلیمان علیہ السلام در خاتم وے بود ونگین آن خاتم کبریت احمر بود انتہی۔ وفی عقد الدرر انّہٗ کان خاتم اٰدم علیہ السلام قبل خروجہ من الجنّۃ البسۃ الحق ایّاہ ثم اودع فی رکن من ارکان العرش وکان مکتوب علیہ فی السطر الاوّل بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وفی الثّانی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وفی الثالث مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فلمّا انزلہٗ جبریل علیہ السلام الیٰ سلیمٰن علیہ السلام اضطرب العالم من مہابتہٖ ولما وضعہٗ فی اصبعہٖ غاب عن اعین الناس فقالوا یا نبیّ اللّٰہ نرید ان نتشرف بمشاھدۃ جمالک فقال اذکروا اللّٰہ فلما ذکروہ راوہ الخ (تفسیر روح البیان ج ۸ صـ۳۴)

ترجمہ :۔ کشف الاسرار میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت

ان کی انگشتری میں تھی اور نگینہ سرخ کبریت کا تھا۔ اور عقد الدرر میں ہے، کہ یہ انگوٹھی حضرت آدم علیہ السلام کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں پہنائی تھی اور جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے نکلے تو انگوٹھی کو اللہ تعالیٰ نے عرش کے ایک پایہ میں بطورِ امانت رکھ دی تھی اور اس انگوٹھی کی پہلی سطر میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دوسری سطر میں لا الٰہ الا اللہ اور تیسری سطر میں محمد رسول اللہ، پھر جب جبرئیل علیہ السلام اس انگوٹھی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے تو اس کی ہیبت سے پوری دنیا لرز اٹھی اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو انگلی میں پہنا تو وہ لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے پھر لوگوں نے فریاد کی کہ یا نبیؐ اللہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے چہرۂ انور کے جمال کا ہم مشاہدہ کریں، اور اس سعادت سے محروم نہ رہیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جب انہوں نے ذکر کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا دیدار انہیں نصیب ہوا الخ۔

یہ تو انگوٹھی کی بنیادی حیثیت کو روح البیان نے ظاہر فرمایا۔ اور اسی تفسیر روح البیان جلد ۴ میں ہے کا التختم بالیمین فانہ فی الاصل سنۃ لکنہ لما کان شعار اھل البدعۃ والظلمۃ صارت السنۃ ان یجعل الخاتم فی خنصر الید الیسریٰ فی زماننا۔ کما فی شرح القہستانی، تفسیر روح البیان ج ۴ صـ ۱۴۲

ترجمہ:۔ جیسا کہ انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہننا دراصل سنت ہے لیکن جب یہ علامت اور شعار اہل بدعت اور ظالموں کی ہے تو اب اس میں سنت یہ ہے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنی جائے۔ الخ

حدیث ۱:۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ورق وکان فصہ حبشیاً (ترمذی شریف ج ۱ ص ۳۰۴)

ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ حبشی تھا۔

حدیث ۲:۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال کان خاتم رسول اللہ من فضۃ فصہ منہ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۳۰۴)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حدیث ۳:۔ عن الصلت بن عبد اللہ بن نوفل قال رأیت ابن عباس رضی اللہ عنہما یختم فی یمینہ (الحدیث ترمذی ج ۱ ص ۳۰۴)

ترجمہ:۔ صلت بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ ۶ میں فرماتے ہیں:۔

قد اجمعوا علی جوازہ فی الیسار واختلفوا فی ایہما افضل والصحیح فی مذہبنا ان الیمین افضل لانہا زینۃ والیمین اشرف و احق بالزینۃ والاکرام۔ (طیبی، ترمذی ج ۱)

ترجمہ:۔ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہننے پر اجماع امت منعقد ہے۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ کس ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔ لیکن صحیح ہمارے مذہب میں یہی ہے کہ داہنے میں پہنے کیونکہ یہ زینت ہے اور داہنا ہاتھ زیادہ حقدار ہے زینت کیلئے۔

حدیث ۴:۔ عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال کان الحسن

والحسین یتختمان فی یسارہما ھٰذا حدیث صحیح ترمذی ج ۱ ص ۳۰۴)

ترجمہ :۔ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

نوٹ :۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ دونوں ہاتھوں میں پہننا جائز ہے

حدیث ۵ :۔ عن حماد بن سلمۃ قال رأیت ابن ابی رافع یتختم فی یمینہ فسألتہ عن ذالک فقال رأیت عبد اللہ بن جعفر یتختم فی یمینہ (الحدیث) ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۴)

ترجمہ :۔ حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا اس کے بارے میں تو انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ یہ حدیث شریف صحیح ہے۔

حدیث ۶ :۔ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صنع خاتما من ورق فنقش فیہ محمد رسول اللہ ثم قال لا تنقشوا علیہ ھٰذا حدیث حسن صحیح (ترمذی شریف ج ۱ ص ۳۰۵)

ترجمہ :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی سے انگوٹھی بنوائی تو اس میں (محمد رسول اللہ) نقش کرائے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی انگوٹھیوں پر یہ الفاظ مت نقش کراؤ۔

حدیث ۷ :۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ

صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم لبس خاتم فضۃ فی یمینہٖ فیہ فص حبشیٌّ کان یجعل فصہٗ مما یلی کفہٗ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ص۳۷۵)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا۔ اور نگینہ کو ہتھیلی مبارک کی طرف رکھتے تھے۔ اس حدیث شریف بخاری اور مسلم شریف نے ذکر کیا ہے۔

حدیث ۸:۔ وعن انس رضی اللہ عنہٗ قال کان خاتم النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم فی ھٰذہٖ واشار الی الخنصر من یدہ الیسریٰ (رواہ مسلم ومشکوٰۃ ص۳۷۸)

ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرماتے ہیں کہ تھی انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس انگلی مبارک میں اور اشارہ فرمائے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی مبارک کی طرف، اس حدیث شریف کو مسلم شریف نے روایت کیا۔ (مشکوٰۃ ص۳۷۸)

درفتاوی صلوٰۃ مسعودی آوردہ! اما انگشتری نقرہ شاید داشتن یک مثقال۔ حاشیہ ۲ پر ہے۔ وفی الجامع الصغیر ولا یختم الا بالفضۃ وھٰذا نص علی ان التختم بالحجر والحدید والصفر حرام الخ در جامع الصغیر است ونہ تیار کردہ شود انگشتری مگر از سیم و این نص است بر اینکہ تحقیق انگشتری از حجر وآہن ومس حرام است۔

(فتاوی صلوٰۃ مسعودی ج ۲ ص۳۵)

ترجمہ :- فتاوی صلوٰۃ مسعودی میں ہے انگوٹھی چاندی کی رکھنی چاہیئے جو وزن میں ایک مثقال ہو اور جامع الصغیر میں ہے کہ انگوٹھی تیار نہیں کرنی چاہیئے مگر چاندی سے اور یہ عبارت جامع الصغیر کی اس بارے میں صریح نص ہے کہ انگوٹھی پتھر کی یا لوہے کی یا مس، پیتل وغیرہ کی رکھنا ہاتھ میں حرام ہے۔ (انتہٰی)

ھدایۃ الابرار میں ہے، و باید کہ انگشتری در مختصر دستِ چپ دارد۔ زیر آنکہ انگشتری در یمین شعارِ روافض است اما باید کہ نگین را در باطن کف دارد و چوں در نگین اسم خدائے تعالےٰ و یا نام پیغمبر علیہ السلام باشد گاہ استنجاء آنرا بدست راست آرد۔ کذا فی القھستانی، ھدایۃ الابرار، ص۴۳)

ترجمہ :- اور چاہیئے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں رکھے اس لیے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی رکھنا غیر مسلموں کی نشانی ہے۔ اور انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھنا چاہیئے۔ اور جب نگینہ میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک نقش ہو یا رسول علیہ السلام کا نام مبارک نقش کیا گیا ہو تو استنجاء کرتے وقت انگوٹھی کو داہنے میں پہنے۔ اسی طرح قہستانی میں مذکور ہے۔

مذکورہ حوالوں سے صاف ظاہر ہوا کہ انگوٹھی استعمال کرنا شرعاً جائز ہے اور اختلاف دائیں بائیں ہاتھ میں استعمال کا ہے وہ بھی بر سبیل افضلیت کہ کس ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے اور چونکہ دلائل الی الجانبین وارد ہیں لہٰذا کبھی دائیں ہاتھ میں پہننا چاہیئے اور کبھی بائیں ہاتھ میں۔

وعید البتہ چاندی کے علاوہ دوسری اشیاء سے یا سونے سے تیار شدہ انگوٹھی

میں ہے۔

مشکوٰۃ شریف اور صلوٰۃ مسعودی میں ہے کہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ان کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ اے نعمان! مجھے تم سے دوزخیوں کی بُو آتی ہے تو وہ نکل کر چلے گئے جب پھر آئے تو لوہے کی انگوٹھی اتار کر مس کی انگوٹھی پہن کر آئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اے نعمان! مجھے تم سے بُت پرستوں کی بُو آتی ہے وہ پھر چلے گئے اور اس انگوٹھی کو اُتارا جب تیسری بار آئے تو سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے پھر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ نعمان جنّت میں تمہیں پہنچے ہو اور جنتیوں کا زیور پہن لیا۔ تب نعمان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو پھر کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی پہنو۔

تنبیہ:۔ جوازِ انگوٹھی کے لئے اس سے زیادہ کون سی دلیل چاہیئے۔ لہٰذا مذکورہ روایات کی روشنی میں انگوٹھی کا استعمال حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی سُنّت ہے اور ہمارے آقا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی اور تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بھی۔

افادیتِ انگوٹھی:۔ اس ضمن میں یہ واقعہ تحریر کرتا ہوں جس کو رُوح البیان نے ذکر کیا ہے۔

عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یقول مات رجل من قوم موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام فاذا کان یوم القیٰمۃ یقول اللہ تعالیٰ لملٰئکتہ انظروا ھل تجدون لعبدی شیئاً من الاعمال فیقولون لا نجد سوی نقش خاتمہ لآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ فیقول اللہ تعالیٰ لملٰئکتہ اُدخلوا عبدی الجنۃ قد غفرت لہٗ (تفسیر روح البیان ج ۸ صـ۱۰۲)

ترجمہ :- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک آدمی فوت ہُوا۔ پھر جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے بندے کے عمل نامے کو دیکھو کہ کیا نیکیاں پاتے ہو اس میں تو فرشتے عرض کریں گے کہ یا اللہ؟ اس کی تو کوئی نیکی نہیں سوائے اس کے کہ اس کی انگوٹھی پر نقش ہے (لآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ داخل کرو اس کو جنت میں میں نے اسے بخش دیا۔ سبحان اللہ رب کریم کی رحمتوں کا کیا کہنا۔ وضاحت — مذکورہ حدیث شریف کا حقیقی مطلب تو یہ ہے کہ جب ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت انگوٹھی پر نقش کرنے کی وجہ سے آدمی کو اللہ تعالیٰ نجات دیتا ہے تو پھر جس کے دل پر (لآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ) نقش ہو وہ کیوں نجات نہ پائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ استعمال انگوٹھی سُنّت ہے اس میں خفا کسی قسم کی نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بالخصوص خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور ان کے بعد ہر دور میں انگوٹھی کا استعمال چلا آرہا ہے۔

لہٰذا اس سے انکار جہالت کے سوا اور کچھ نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ فقہائے کرام حضرات نے انگوٹھی کے جو آداب بیان فرمائے ہیں ان کا لحاظ رکھنا لازم ہے مثلاً:

(۱) انگوٹھی صرف چاندی کی ہو اور ایک مثقال سے زیادہ نہ ہو۔

(۲) انگوٹھی کبھی داہنے اور کبھی بائیں ہاتھ میں ہو۔ (۳) انگوٹھی کا نگینہ، ہتھیلی کی طرف ہو۔ (۴) انگوٹھی لوہے، پیتل یا تانبے وغیرہ کی نہ ہو۔ ورنہ سخت گناہ ہے۔ (۵) انگوٹھی پر اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم شریف لکھا ہو یا پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم شریف ہو تو بوقتِ استنجاءُ داہنے ہاتھ میں پہننا ضروری ہے وغیرہ۔

هٰذا ما عندي من الكتاب
والله اعلم بالصواب

بقیہ: جوامع الکلم

شادابی کا اصل منبع تو غلاظت ہے۔ اسی طرح بعض اوقات ایک عورت نہایت غلیظ اور کثیف ماحول میں پروان چڑھتی ہے۔ اس کی شکل وصورت تو بڑی دلفریب نظر آتی ہے۔ لیکن سیرت واخلاق نہایت گھناؤنا ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے گھورے کی سبزی قرار دے کر اس سے دُور رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ ؎ "ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ ٭ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھُلا"

لہ امام الادب العربی ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ: البیان والتبیین ج ۲ ص ۲۰

گذشتہ سے پیوستہ

پروفیسر مسعود احمد خاں کاوش
(سندھ)

جوامع الکلم

اس کے برخلاف جو لوگ خود شناس ہوتے ہیں وہ ہر مرحلہ میں کامیاب ہوتے ہیں۔ واقعی اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر کام کرنے سے آدمی معاشرے میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے دیگر یہ کہ اس سے "خود احتسابی" کا بھی سبق ملتا ہے جو تعمیرِ شخصیت کے لئے لازمی ہے غرضکہ علم و حکمت کے ان "شہ پاروں" اور "شہکاروں" کی کہاں تک تعریف کی جائے۔

یہ "آفاقی محاورے" ہر چند کہ وحی نہیں لیکن آئے وحی کے راستے سے ہیں۔ یہ ایک پختہ اندازِ کلام ہے جس کا کوئی حلقہ ڈھیلا نہیں۔ تھوڑے سے الفاظ، اُن کا خوش آئند گھٹ بھاؤ، اُن میں معنوی گہرائی، انتہائی مؤثر اندازِ بیان، کلام نبوی کے امتیازات میں سے ہے۔

• "ایاکم و خضراء الدّمن المرأۃ الحسناء من منبت السُّوءِ"
(خبردار! "خوبرو" لیکن "بداخلاق عورت" سے بچو! وہ تو گھورے کی گھاس ہے)

ایک انتہائی بلیغ اور معنی خیز تمثیل ہے اس کی جان۔ دمن کا لفظ ہے۔ جو دمنہ کی جمع ہے۔ "دمن" ان آثار و باقیات کو کہتے ہیں۔ جو بدوی قبائل نقلِ مکانی کے بعد اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور جو کوڑا کرکٹ اور گوبر وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں اس غلاظت کے ڈھیر پر سبزہ اُگ آتا ہے جو لق و دق صحرا میں دُور سے تو خوشنما دکھائی دیتا ہے لیکن نزدیک آنے پر اصل حقیقت کھلتی ہے کہ اس

معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شقِ صدر چار دفعہ ہُوا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا پہلی دفعہ حالت شیر خوارگی میں دوسری دفعہ دس برس کی عمر میں تیسری دفعہ غارِ حرا میں ابتدائے نزول وحی کے وقت اور چوتھی دفعہ شبِ معراج میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراپا اعجاز قرآن عطا ہُوا

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کی صورت میں وہ الہامی کتاب عطا فرمائی جو تحریف سے محفوظ اور الفاظ و معانی دونوں کے لحاظ سے سراپا اعجاز ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اور نہ پڑھے لکھوں کی صحبت میں رہے تھے پہلی کتابوں میں بہت کچھ تحریف ہوئی ہے مگر قرآن مجید قیامت تک کے لئے لفظی و معنوی غرض ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔

فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو کر لڑے

غزوۂ بدر اور بعض دیگر غزوات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد و اعانت کے لئے فرشتوں کے لشکر نازل فرمائے اور یہ فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہو کر کفار سے لڑے اور اس طرح اسلام کو کفر پر فتح دِلادی۔